ایش ٹرے ہاؤس

ادب کی ان سرتاج تحریروں کی کشید جو تھکے تھکے
بوجھل لمحوں کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں۔
کرداروں کے مسیحا اور سری ادب کے شہنشاہ
ابن صفی کے سحر آفریں قلم سے عمران کا دلچسپ کارنامہ

ابنِ صفی

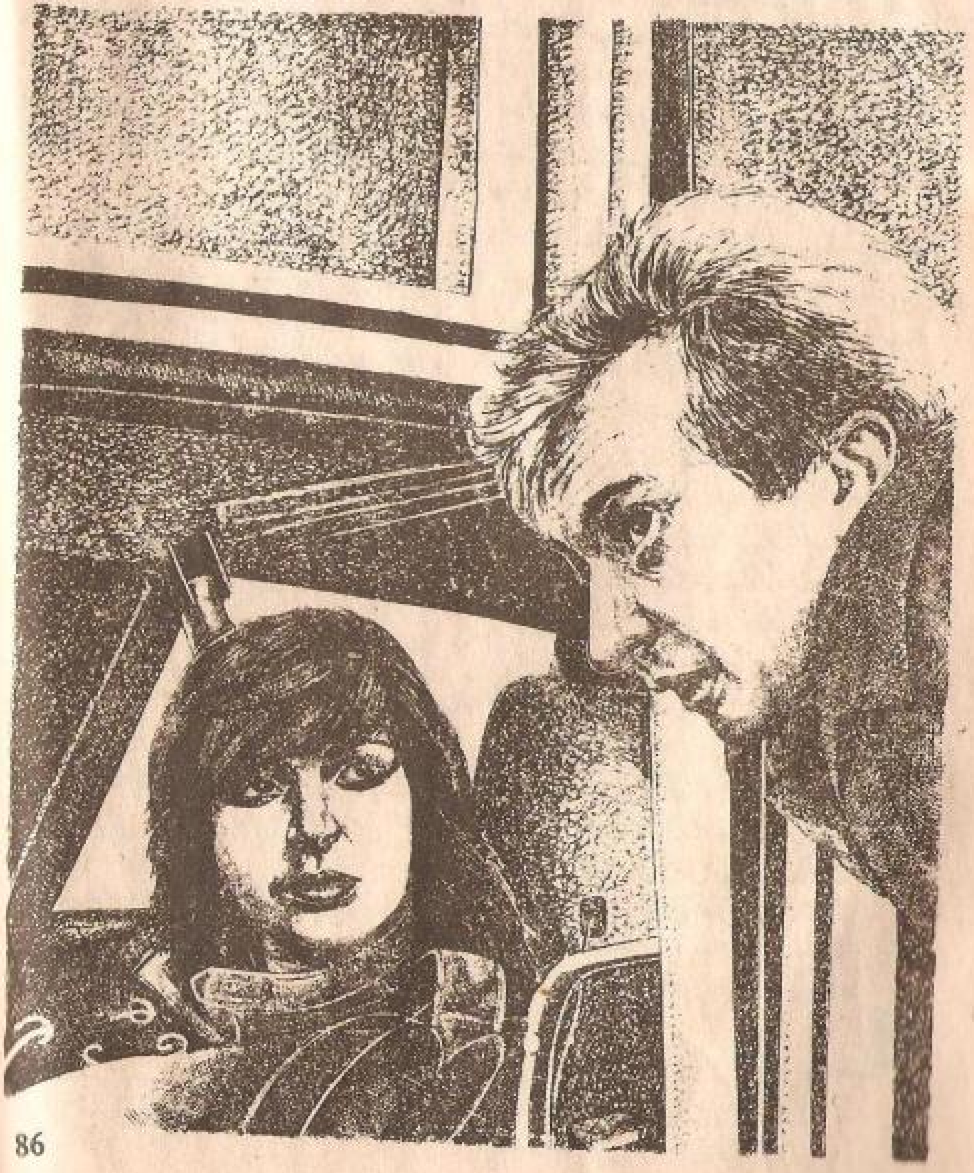

ڈاکٹر داور کا شمار ملک کے بڑے سائنسدانوں میں ہوتا تھا۔ بنیادی طور پر وہ حکومت کے دست نگر نہیں تھے۔ انہوں نے اپنا ذاتی سرمایہ ملک میں سائنس کی ترقی و ترویج پر صرف کر دیا تھا اور ان کی خدمات ہی کی بناء پر حکومت کو ان کی طرف خصوصی توجہ دینی پڑی تھی اور اب وہ صدر مملکت کے سائنسی مشیر بھی تھے۔ ان کی نگرانی میں فوجی نوعیت کی ایجادات پر کام ہوتا تھا۔ بے شمار آلاتِ حرب ان کی نظر سے گزرے تھے لیکن یہ ننھا منا تباہ کن حربہ جو عمران کی وساطت سے ان تک پہنچا تھا ان کے لیے بھی ایسا ہی تھا جیسے کسی سائنس فکشن لکھنے والے کے ہوائی قلعے کی پیداوار ہو۔

"مجھے بتاؤ یہ کیا ہے؟" ڈاکٹر داور نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ایلڑوڈگس۔"

"نام بھی میرے لیے نیا ہے۔"

"زیرولینڈ والے اسے ایلڑوڈگس ہی کہتے ہیں۔"

"اوہ۔ لیکن تم نے ایسی چیز کو اب تک اپنی ہی ذات تک کیوں محدود رکھا؟"

"ڈاکٹر صاحب! میں نے ابھی تک اسے استعمال نہیں کیا۔"

"تمہیں چاہیے تھا کہ تم اسے ملٹری اکیڈمی آف آرمز ریسرچ کے حوالے کر دیتے۔"

"اگر یہ حربہ کبھی ہمارے خلاف استعمال کیا گیا ہوتا تو ضرور یہی کرتا۔ یقین کیجیے اگر آپ نے اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی تو یہ ضائع ہو جائے گا۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"زیرولینڈ کی ایک بڑی شخصیت کئی بار متنبہ کر چکی ہے کہ اگر اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی تو نہ صرف خود ضائع ہو جائے گا بلکہ آس پاس بھی بڑی تباہی پھیلائے گا۔"

ڈاکٹر داور کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ انہیں اس بیان پر یقین نہیں آیا۔ عمران مسکرا کر اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔ "آپ سوچ رہے ہوں گے کہ زیرولینڈ والوں نے ایسی کوئی چیز میرے قبضے میں رہنے ہی کیوں دی؟"

"قدرتی بات ہے۔"

"وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ میرے نیچے پڑے تو خود ضائع ہو جائیں گے۔"

"بہرحال اب یہ تمہاری تحویل میں نہیں دیا جائے گا۔"

"میں اپنے مکے پر زیادہ اعتماد کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب اور فاؤنٹین پن سے ریوالور کا کام لینے کا عادی ہوں لیکن موجودہ مہم کے دوران یہ میری ہی تحویل میں رہے گا۔ اسے صرف درخواست سمجھیے۔"

"تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"الجھن کی ضرورت نہیں۔ میں اول درجے کا بے وقوف ہوں۔ زندگی کو خطرہ لاحق ہو تب بھی گھونسے ہی سے کام لینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر احمق نہ ہوتا تو اب تک ایسے کئی سینما ہال تباہ کر چکا ہوتا۔ ان کا فرنیچر مجھے پسند نہیں ہے۔"

ڈاکٹر داور کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی جس کا گلا انہوں نے فوری طور پر گھونٹ دیا پھر بولے۔ "تمہاری مہم کے پیش نظر اس حربے کا سائز اندازاً کتنا ہونا چاہیے؟"

"آپ نے وہ فلم دیکھی تھی۔ کیا نام تھا؟"

"میں فلم نہیں دیکھتا۔" ڈاکٹر داور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر جیمز بانڈ بریف کیس میں آ جائے تو مجھے آسانی رہے گی۔ ... کنٹرول سسٹم سمیت۔"

"کوشش کی جائے گی۔"

اس کے بعد ڈاکٹر داور نے عمران کو رخصت کر دیا۔ شہر پہنچ کر اس نے ایک جگہ سے فیاض کو فون کیا۔

"تم مجھے کیوں زچ کر رہے ہو؟" دوسری طرف سے فیاض کی آواز آئی۔

"اس لیے کہ محض تمہاری وجہ سے کئی دن سے آئینہ نہیں دیکھ سکا۔ بڑے واہیات میک اپ میں ہوں۔"

"حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔ سیدھے میرے پاس چلے آؤ۔"

"پکڑ کر بند تو نہیں کر دو گے؟"

"مذاق ختم کرو۔ فوراً پہنچو۔" فیاض کے لہجے میں لجاجت تھی۔

عمران نے ریڈی میڈ میک اپ اتار کر جیب میں رکھا اور فیاض کے آفس کی طرف روانہ ہو گیا۔ میک اپ کا کھڑاگ اسی لیے کیا تھا کہ پولیس کی طرف سے بھی خدشہ تھا۔ محکمہ کی طرف سے زیادہ تشویش نہیں تھی کیونکہ اب تو وہ خود ہی چھپا پھر رہا تھا۔

فیاض سے ملاقات ہوئی۔ کرسی سے اٹھ کر اس نے عمران کا استقبال کیا تھا۔ چہرے پر مردنی سی چھائی تھی۔

"فکر نہ کرو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "دو چار دن میں تمہارے ستارے ٹھیک ہو جائیں گے۔"

"تمہاری وجہ سے مجھے..."

"اچھی بات ہے! بند کر دو مجھے اور خوش و خرم نظر آؤ۔"

"یہ بات نہیں! اگر تم مجھ سے بعض باتیں پوشیدہ نہ رکھتے تو حالات اتنے خراب نہ ہوتے۔"

"اس سے زیادہ خراب ہوتے اور میرے پاس ان گیارہ آدمیوں کی لسٹ نہ ہوتی جن سے تم اب پوچھ گچھ کر سکتے ہو۔"

"کیسی لسٹ! کہاں ہے! لاؤ نکالو۔" فیاض مضطربانہ انداز میں بولا۔

"لیکن تم ان پر ہاتھ نہ ڈال سکو گے۔ ان سے کسی طرح بھی اعتراف نہ کرا سکو گے کہ وہ انگلم سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔"

"غیر ملکی ماہرین؟"

"ہوں۔ ٹھیک سمجھے۔"

"لسٹ مجھے دو۔ میں دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں؟"

"دے دوں گا لیکن اس کی قیمت۔" عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب؟"

"تمہیں اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔"

"بکو کیا چاہتے ہو؟" فیاض کو غصہ آ گیا۔

"جیل سے رینا ولیمز کا فرار۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو؟"

"تمہیں دیر سے اطلاع ملی۔ بہت پہلے کی بات ہے۔"

"بہت پریشان ہوں۔ سنجیدگی سے بات کرو۔"

"میں اس وقت بالکل سنجیدہ ہوں کیپٹن فیاض! ڈاکٹر انگلم اور اس کے پُراسرار ہاتھ کی کہانی تمام ہو چکی ہے۔ رینا ولیمز کے فرار کا الزام بہ آسانی انگلم کے سر تھوپا جا سکے گا۔"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"یہ رہی لسٹ۔" عمران نے جیب سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا۔ چند لمحے فیاض کو گھورتا رہا پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "خدا حافظ... تلاش کرتے رہو انگلم کو اور دست قضا تمہارے آدمیوں کو ٹھکانے لگاتا رہے۔"

"جب تک میں نہ چاہوں تم یہاں سے باہر نہیں جا سکتے۔" فیاض نے سرد لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "جان بچی۔ پتا نہیں کب اور کہاں اس نیلے ہاتھ سے ملاقات ہو جائے۔"

فیاض کسی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا پھر کچھ نہ بولا۔ عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

دفعتاً فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ چلو۔"

دونوں باہر نکلے۔ عمران نے قطعی طور پر خاموشی اختیار کر لی تھی۔

"میری گاڑی میں چلو۔ اپنی گاڑی چھوڑ دو۔" فیاض نے پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

عمران خاموشی سے اس کے برابر بیٹھ گیا تھا۔ کار نے دو ڈھائی فرلانگ کی مسافت بھی طے کر لی لیکن عمران کے رویے میں فرق نہ آیا۔ آخر فیاض ہی نے بولنے میں پہل کی۔

"تمہیں سانپ کیوں سونگھ گیا ہے؟"

"شمامۃ العنبر لگا کر نکلا تھا گھر سے۔"

"میں تمہیں اس سنتری کے ساتھی کے پاس لے جا رہا ہوں، جو اس نیلے ہاتھ کا شکار ہوا ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"اسپتال میں۔ اس کے اعصاب پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔"

"یہ ہوئی کام کی بات۔ خیر اسے تو ہم دیکھ ہی لیں گے۔ مسز گروہن کی پارٹی کے اس آدمی پر کیا گزری تھی؟"

"سیتھوز۔ وہ رات کا کھانا کھا رہا تھا۔ میز پر باہر کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ اس کی بیوی اور دو بچے تھے۔ اچانک وہ ہاتھ کھڑکی سے داخل ہوا اور سیتھوز کا کام تمام کر گیا۔"

"دونوں حملوں میں کوئی مماثلت؟"

"مماثلت سے مراد؟"

"خنجر کہاں لگا تھا؟"

"ٹھیک دل کے مقام پر پسلی کی ہڈیاں توڑ کر۔"

"رسیور کے امکانات کا جائزہ لیا تھا؟"

"مجھے ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی۔"

"نیلا ہاتھ رسیور ساتھ لے جاتا تھا۔ دراصل اس کی گرفت رسیور ہی حاصل کرنے کے لیے ہوتی تھی۔ اتنی سخت گرفت کہ ہڈیاں ٹوٹ جاتی تھیں لیکن یہ خنجر والا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔ لاسلکی سے کنٹرول کیے جانے والے آلات رسیور کے بغیر اس طرح کارآمد نہیں ہوتے کہ کسی مخصوص آدمی پر انہیں آزمایا جا سکے۔ چہ جائیکہ ٹھیک دل کا نشانہ۔ ویسے تیر نظر کی بات اور ہے کہ یہ روحانی معاملات میں شمار کیا جاتا ہے۔"

"میں تمہیں اسی لیے ساتھ لایا ہوں کہ تم اس سے سوالات کر کے کوئی کام کی بات معلوم کر سکو۔"

"کیا وہ ہوش کی باتیں کر رہا ہے؟"

"ذہن ماؤف تو نہیں ہوا۔ صرف خوف زدہ ہے۔" فیاض نے جواب دیا۔

لیکن فیاض کا یہ خیال غلط نکلا کہ سنتری سے کسی قسم کی گفتگو ہو سکے گی۔ اُسے بہت تیز بخار تھا اور اس کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ کو ہذیان کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔

"اب بتاؤ؟" عمران فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "سیتھوز کے گھر والوں سے اگر کچھ پوچھنا چاہو تو؟"

"اگر تم گردن ہی کٹوانا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیوں؟ اس میں کیا دشواری ہے؟"

"انگلم سمجھتا ہے کہ میں ایک بہت بڑا بلیک میلر ہوں اور میری ہی وجہ سے اُسے شکست نصیب ہوئی ہے لہٰذا ہر قیمت پر مجھے راستے سے ہٹا دینا چاہتا ہے۔"

"واقعی تم بہت خوفزدہ معلوم ہوتے ہو۔" فیاض ہنس پڑا۔

"ہنسنے کا یہ اسٹائل میرے لیے بالکل نیا ہے۔ کیا آج کل خواتین میں زیادہ اٹھنا بیٹھنا ہے؟"

"وقت ضائع نہ کرو۔ میرا خیال ہے کہ سیتھوز..."

"فیاض! کیا تم اس کے متعلقین سے اس قسم کی پوچھ گچھ نہیں کر چکے جس سے رسیور کے امکانات پر روشنی پڑ سکتی؟"

"یقیناً کر چکا ہوں۔"

"پھر۔ نتیجہ...؟"

"کچھ بھی نہیں۔"

"بس تو پھر چپ چاپ واپس چلو۔ اگر جیل سے رینا ولیمز کے فرار میں میری مدد کر سکتے ہو تو؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" فیاض نے جھنجھلا کر بات کاٹ دی۔

عمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ دفتر پہنچ کر فیاض نے ایک بار پھر عمران کو ٹٹولنے کی کوشش کی لیکن اس سے کچھ اُگلوا لینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"اچھی بات ہے۔" اس نے بالآخر طویل سانس لے کر کہا۔ "ظفر الملک اور جیمسن اس مقدمے میں مطلوب ہیں۔ ان کے بغیر رینا ولیمز کو عدالت میں پیش نہیں کیا جا سکے گا۔"

"تلاش کرتے رہو۔" عمران خشک لہجے میں کہتا ہوا اُٹھ گیا۔

واپسی پر وہ بڑی حقارت سے مسکرایا تھا۔ کیونکہ فیاض کے محکمے کی ایک گاڑی اس کا تعاقب کرتی نظر آئی تھی۔ تعاقب کرنے والے نے اسے گھر تک پہنچایا اور عمران گھر پہنچ کر بہت پچھتایا۔ کیونکہ گھر مقفل تھا۔ نہ سلیمان کا دور دور تک پتا تھا اور نہ جوزف کا۔ اس سے پہلے کبھی عمران نے اپنا فلیٹ مقفل نہیں دیکھا تھا۔ صرف ایک ہی کنجی تھی اور وہ سلیمان کی تحویل میں رہتی تھی۔ واپسی کے لیے مڑ ہی رہا تھا کہ بائیں جانب والے فلیٹ سے ایک بڑھی برآمد ہوا اور عمران پر نظر پڑتے ہی اس طرح ٹھٹک گیا جیسے کوئی انہونی ہوئی ہو۔

"تت۔ تو۔ آپ زندہ ہیں؟" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے۔"

"میں بالکل نہیں سمجھا۔ بھائی صاحب۔" عمران نے بے چارگی سے کہا۔

"کچھ دیر پہلے کسی نے اطلاع دی تھی کہ آپ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ لاش سول اسپتال میں ہے۔ وہ دونوں بے چارے روتے پیٹتے بھاگتے گئے ہیں۔"

"آپ نے روتے دیکھا تھا؟" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں...!" جواب ملا۔

"خوش قسمت ہیں آپ۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میری یہ آرزو آج تک پوری نہ ہو سکی کہ انہیں روتا دیکھتا۔"

بڑھی نے دانت نکال دیے اور پھر سنجیدہ ہو کر بولا۔

"حبشی کی حالت غیر تھی دیواروں سے سر ٹکرا رہا تھا۔"

"الحمدللہ اور سلیمان؟"

"وہ صرف رو رہا تھا۔"

"بہت چالاک ہے۔ اچھا خدا حافظ۔" عمران ہاتھ ہلاتا ہوا زینوں کی طرف بڑھ گیا۔

◆

کسی نے مُردہ خانے تک جوزف اور سلیمان کی رہنمائی کی تھی۔ وہ دھڑکتے ہوئے دلوں کے ساتھ اندر پہنچے تھے اور اچانک انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے سر چکرا گئے ہوں۔ یہیں سے یادداشت کا سلسلہ منقطع ہوا تھا اور اب اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مُردہ خانہ کسی سجے سجائے کمرے میں کیونکر تبدیل ہوا؟ اور خود کہاں کے ایسے طالع ور ہیں کہ آرام دہ گدیلوں پر استراحت کا موقع نصیب ہو سکے۔ دونوں اُٹھے اور مسہریوں پر اس طرح آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے جیسے خود کو یقین دلانا چاہتے ہوں کہ وہ عالم خواب نہیں ہے۔

"ہم کہاں ہیں؟" دفعتہً سلیمان جوزف کو گھورتا ہوا بڑبڑایا۔

"شاید ہم بھی۔۔۔" جوزف نے جملہ پورا کیے بغیر سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔

"ابے مت بکواس کر۔ مر گئے ہوتے تو سیدھے جہنم میں جاتے کہ ان مسہریوں پر آرام فرما رہے ہوتے۔" سلیمان بگڑ کر بولا۔

"پھر یہاں کیسے پہنچے؟ یہ تو مُردہ خانہ نہیں۔"

"ہوگا کچھ۔" سلیمان نرم نرم تکیے کو دبوچتا ہوا بولا۔ "مجھے تو ایسا جان پڑتا ہے کہ اب پکی پکائی ملے گی تو دیکھو ذرا یہ ٹھاٹ۔ پتا نہیں کس رئیس سے پالا پڑا ہے۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ کسی سازش کا شکار ہوئے تو پھر عمران بخیریت ہی ہوگا۔ خود انہیں اسی بہانے جال میں پھانسا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ عمران سے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتے ہوں۔

"دیکھو سالا۔۔۔ ہمارا باٹ سنو۔" دفعتہً وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "باس کے بارے میں تم کیا جانتا؟"

"باس کے بارے میں باس کا باپ بھی کچھ نہیں جانتا۔ میں کیا جانوں گا!"

"تم جانتا وہ ابھی کدھر ہے؟"

"بالکل نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" جوزف نے سر ہلا کر کہا اور پھر خاموشی اختیار کرلی۔

سلیمان انگڑائی لے کر پھر لیٹ گیا اور اسپرنگ دار گدے پر بچوں کی طرح اُچھلنے لگا۔

"اس میں خوشی کا کیا بات ہے؟" جوزف غرّایا۔

"ہمارا باس زندہ ہے۔ پتا نہیں کب اس کے پلّے پڑ جائیں لہٰذا ہمیں اسی وقت جی بھر کے عیش کر لینا چاہیے۔"

"چپ سالا۔ گدّار!"

"اس میں غدّاری کی کیا بات ہے کالے۔ خدا اُسے سلامت رکھے اور ہم اسی طرح عیش کرتے رہیں۔"

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ جوزف نے اس کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور دیکھ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔

"اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔" آنے والا غرّایا۔

"م۔ مگر کیوں بھائی صاحب؟ یہ کیا ہے؟" سلیمان بوکھلا کر بولا۔ "ہم تو سول اسپتال کے مُردہ خانے میں داخل ہوئے تھے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو ورنہ گولی مار دی جائے گی۔"

ٹھیک اسی وقت دوسرا آدمی کمرے میں داخل ہوا اور پہلے آدمی پر برس پڑا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ اپنوں پر ریوالور تانے کھڑے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ عمران صاحب کے ملازمین ہیں؟"

"اوہ!" پہلے آدمی کا ہاتھ جھک گیا اور وہ ریوالور کو ہولسٹر میں رکھتا ہوا بولا۔ "بتائے بغیر کیسے معلوم ہوتا! میں تو سمجھا تھا کہ۔۔۔"

"خیر۔ خیر۔ تم باہر جاؤ۔"

ریوالور والا چلا گیا اور دوسرے آدمی نے ہنس کر ان سے کہا۔ "تمہیں باس نے اس طرح بلوایا ہے۔"

سلیمان نے جوزف کی طرف دیکھا۔

"ہو سکتا ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "باس کو سمجھ لینا بہت مشکل ہے۔"

"میں اس لیے آیا تھا کہ تم لوگوں کو دوپہر کے کھانے پر لے جاؤں۔"

"ضرور۔ ضرور۔" سلیمان اٹھتا ہوا بولا۔

"باس کہاں ہیں؟" جوزف نے سوال کیا۔

"یہ بتانا مشکل ہے لیکن شام تک تم دونوں کے لیے خصوصی ہدایات ضرور موصول ہوں گی۔"

"ہم مُردہ خانے سے یہاں تک کیسے پہنچے تھے؟" سلیمان نے پوچھا۔

"یہاں شاید ہی کوئی جانتا ہو! بہرحال جب ہم نے تمہیں رسیو کیا ہے تو تم دونوں بے ہوش تھے اور باس کی ٹیلی فون کال پہلے ہی آ چکی تھی کہ تم اس حال میں پہنچو گے۔"

"خیر۔ خیر۔ چلیے صاحب۔" سلیمان نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "دیر نہ کیجیے میری زندگی میں ایسے موقعے بہت کم آتے ہیں جب اپنے ہاتھ کا پکایا نہ کھانا پڑا ہو۔"

"کیوں بکواس کرتا!" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

پھر وہ آدمی انہیں ڈائننگ روم میں لایا تھا۔ میز پر کئی قسم کے کھانے چُنے نظر آئے۔

"ہم۔ میرے لیے!" سلیمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بیٹھ جاؤ۔" جوزف غرّایا۔ "باس تم کو بولتا زیادہ بات نہیں کرنا مانگتا۔"

"باس اس طرح کھلائے گا تو ضرور ٹرّاؤں گا۔" سلیمان

لبا اور بیٹھ کر قابیں اپنے آگے سرکانے لگا۔

*

سول اسپتال تک تو سلیمان اور جوزف کا سُراغ مل سکا تھا لیکن مُردہ خانے میں ان دونوں پر کیا گزری تھی؟ اس کا جواب کوئی نہ دے سکا۔ مُردہ خانے میں ان کا دُور دُور تک پتا نہیں تھا۔ البتہ اس بھاگ دوڑ میں تعاقب کرنے والی دوسری گاڑی ضرور نظر آ گئی تھی۔ وہ فیاض کے ماتحت کی گاڑی کے پیچھے تھی۔ کچھ دُور چل کر لگژری کارنر کے فٹ پاتھ سے گاڑی لگا دی۔ کیپٹن فیاض کے ماتحت کی گاڑی پیچھے رُکی اور پچھلی سفید کار آگے بڑھتی چلی گئی لیکن تھوڑی ہی دُور جا کر وہ بھی رُک گئی۔ عمران نے ڈرائیو کرنے والے کو بھی اس بار اچھی طرح دیکھا یہ کوئی سفید فام غیر ملکی تھا۔ عمران اپنی گاڑی سے اُتر کر لگژری کارنر میں داخل ہوا۔ یہاں کئی میزیں خالی تھیں۔ عمران ایک جگہ جم گیا۔ رُخ صدر دروازے کی طرف تھا۔ سب سے پہلے فیاض کا ماتحت ہال میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے وہ سفید فام غیر ملکی دکھائی دیا۔ فیاض کے ماتحت نے تو دروازے کے قریب ہی والی میز سنبھال لی لیکن غیر ملکی عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا اور اس کے عقب سے گزرتے ہوئے اس طرح لڑکھڑایا کہ سنبھلنے کے لیے عمران کا سہارا لینا پڑا۔

"مجھے افسوس ہے جناب۔" وہ سنبھالا لے کے بولا۔ "میرے گھٹنوں میں شدید درد ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔" عمران نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

"میرے لائق کوئی خدمت؟"

"بہت بہت شکریہ۔" وہ کراہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران ہولے ہولے اپنا سر کھجا رہا تھا۔ قریب ہی کی ایک میز پر پہنچ کر غیر ملکی نے اس طرح کرسی گھسکائی جیسے اب کھڑے رہنے کی تاب نہ ہو۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور چہرہ شاید تکلیف کی شدت سے اُتر گیا تھا۔ اس نے سر کے اشارے سے ویٹر کو بلایا اور اس سے کچھ کہنے لگا لیکن ویٹر کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے بات پلّے نہ پڑ رہی ہو۔

عمران اٹھ کر ان کے قریب پہنچا۔ غیر ملکی ویٹر سے کہہ رہا تھا۔ "مجھے سہارا دے کر میری گاڑی تک پہنچا دو۔ میری حالت بگڑ رہی ہے۔"

عمران نے ویٹر کو بتایا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

پھر جب ویٹر اُسے سہارا دے کر باہر لے جا رہا تھا عمران نے فیاض کے ماتحت کو آنکھ ماری اور وہ گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

عمران تیزی سے اس کے قریب پہنچا اور جھک کر آہستہ سے بولا۔ "شرمانے سے کام نہیں چلے گا۔ اس سفید فام غیر ملکی کا تعاقب کرو اور اس کے بارے میں معلومات فراہم کر کے کیپٹن فیاض کو اطلاع دو۔"

"گگ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟" اس کے تیور بدل گئے۔

"میں کہاں کا ایسا پری چہرہ ہوں کہ تم میرا تعاقب کرتے پھرو۔" عمران نے کہا۔

"میں نہیں جانتا آپ کون ہیں؟" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو اب میرے پیچھے نہ آنا۔ کیونکہ میں ذرا باتھ روم تک جا رہا ہوں۔"

باتھ روم میں پہنچ کر اس نے اپنا کوٹ اتارا تھا اور بغور اس کا جائزہ لیتا رہا تھا۔ واپسی پر کوٹ اس کے ہاتھوں میں نظر آیا اور فیاض کے ماتحت کا کہیں پتا نہ تھا۔ عمران نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور پھر اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔ کافی پینے میں پندرہ منٹ صرف ہوئے تھے اور پھر وہ باہر نکلا تھا۔ کوٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالتے ہوئے اس نے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ فیاض کے ماتحت کی گاڑی اب وہاں نہیں تھی۔ اس نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے یوٹرن لینے کے لیے لمبی دوڑ لگائی۔ اس طرح ایک بار پھر اندازہ کر سکا کہ تعاقب بہرحال جاری ہے۔ نیلے رنگ کی ایک اسپورٹ کار پیچھے تھی۔ شک رفع کرنے کے لیے اس نے اپنی گاڑی کو مختلف گلیوں میں چکر دیے۔ اسپورٹ کار بدستور پیچھا کرتی رہی۔ شام کے پانچ بجے تھے۔ اس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے قریب گاڑی روکی اور بلیک زیرو سے رابطہ قائم کر کے رپورٹ طلب کی۔ رپورٹ اُمید افزا نہیں تھی کیونکہ اس وقت سلیمان اور جوزف کا سُراغ نہیں مل سکا تھا۔ فلیٹ بدستور مقفل تھا۔ عمران نے اُسے کچھ مزید ہدایات دے کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ باہر اسپورٹ کار دوسری طرف کے فٹ پاتھ سے لگی کھڑی تھی۔ عمران اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ سوچ رہا تھا کہ فی الحال فیاض ہی کی کوٹھی میں پناہ لینی چاہیے اور پھر اب وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس کے لیے بھی ضروری تھا کہ وہ فیاض کے قریب رہتا۔ انجن اسٹارٹ کر کے اس نے تیز رفتاری سے گاڑی آگے بڑھائی۔ عقب نما آئینے میں اسپورٹ کار صاف نظر آ رہی تھی۔ اس نے کیپٹن فیاض کی کوٹھی تک تعاقب جاری رکھا۔ فیاض موجود تھا۔ عمران کو دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا ہی تھا کہ وہ چہک کر بولا۔ "رات کا کھانا تمہارے ہی ساتھ کھاؤں گا۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ دفعتاً عمران نے چونک کر کہا۔ "ٹھہرو، میں ابھی آیا۔ کوٹ گاڑی میں رہ گیا تھا۔" اُسے باہر، بائیں ہاتھ کی کلائی پر اٹھائے ہوئے فیاض سے ڈرائنگ رُوم میں واپس آیا۔

"برخوردار جعفری کو میں نے دھندے سے لگا دیا ہے۔"

اس نے فیاض کو پُرمسرت لہجے میں اطلاع دی۔

"کیا مطلب؟" فیاض چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"وہ ایک سفید فام غیر ملکی کا تعاقب کر رہا ہے۔" عمران ہنس کر بولا۔ "رپورٹ تمہیں ہی دے گا مجھے نہیں۔ اس لیے مطمئن رہو۔"

"کیا تم نے اس سے گفتگو کی تھی؟" فیاض نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"تم منع کر دیتے تو ہرگز نہ کرتا۔ آئندہ اگر کسی کو میرے پیچھے لگانا تو سختی سے مجھے تاکید بھی کر دینا کہ میں اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کروں۔"

"بعض اوقات حد سے بڑھ جاتے ہو۔" فیاض کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"غصے میں بڑے خوبصورت لگتے ہو۔"

فیاض پھر کچھ کہنے والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور چہرے پر غضبناکی کے آثار پیدا کیے ہوئے دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سنتا رہا۔ پھر اچانک دہاڑا۔ "اچھے خاصے گدھے ہو۔ تمہیں اس آدمی کا تعاقب کرنا چاہیے تھا۔ شٹ اپ۔"

ریسیور کریڈل پر پٹختا ہوا عمران کی طرف مڑا۔

"خیریت؟" عمران نے بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری دخل اندازی کے بعد وہ گھر بیٹھ رہا تھا۔"

"بڑے رنگروٹ ہی ہیں کیا آج کل تمہارے پاس۔"

"وہ سفید فام غیر ملکی کون تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔ اگر اس وقت میرا کوئی آدمی موجود ہوتا تو میں انسپکٹر جعفری کی طرف توجہ بھی نہ دیتا۔"

"تمہارا آدمی؟"

"جب میں سر سلطان کے لیے کوئی کام کرتا ہوں تو مجھے کچھ مددگار بھی ملتے ہیں۔ ویسے کیا تم بتا سکتے ہو کہ سلیمان اور جوزف کہاں غائب ہو گئے؟"

"میں کیا جانوں؟" فیاض اُسے گھورتا ہوا بولا۔

عمران نے اُسے اُن کی کہانی سنائی۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ کیا تم سمجھتے ہو؟"

"نن۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"رات کے کھانے میں کیا کیا ہے؟"

"پتا نہیں۔" فیاض نے بیزاری سے کہا۔

"شاہی کوفتے ضرور بنوا لینا ورنہ جگہ جگہ کہتا پھروں گا کہ پولیس والوں کے دسترخوان پہ آج کل چوہے لوٹ رہے ہیں۔"

"فضول باتیں مت کرو۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

"یہ دردِ سر خود ہی مول لیا ہے تم نے۔"

"پھر میں کیا کروں؟"

"ریناولیمز کو میرے حوالے کر دو۔"

"سنو۔ اگر یہ سر سلطان کے محکمے کا کیس ہے تو پھر ہمیں کیوں اُلجھا رکھا گیا ہے؟" فیاض نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا جواب تو سر سلطان ہی دے سکیں گے۔ ویسے ایک بات نوٹ کرو۔ اگر تم نے ریناولیمز کے مصنوعی فرار کا انتظام نہ کیا تو انگلم کے آدمی اُسے کسی نہ کسی طرح جیل سے نکال لے جائیں گے۔"

"میں فضول باتوں پہ کان نہیں دھرتا۔ رات کا کھانا کھاؤ اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

"یعنی فٹ پاتھ پر بستر لگاؤں۔ فلیٹ مقفل ہے۔ دوسری کنجی تھی ہی نہیں کہ میرے پاس ہوتی لہٰذا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ کھانا کھا کر ہوا خوری کو چلیں اور واپسی پہ۔۔۔"

"شب باشی کا انتظام نہیں کر سکوں گا۔" فیاض نے بات کاٹ دی۔

"خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ لیکن کھانے کے بعد ہوا خوری بے حد ضروری ہے۔" فیاض کچھ نہ بولا۔

اس کے بعد وہ معذرت کر کے اندر چلا گیا تھا اور عمران صوفے پر لیٹ کر چھت سے چپکے ہوئے مچھروں کا شمار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پھر اٹھا اور فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کیے لیکن سلیمان اور جوزف سے متعلق کوئی امید افزا خبر نہ مل سکی۔ ساڑھے سات بجے فیاض کے ایک ملازم نے کھانا میز پر لگ جانے کی اطلاع دی۔ عمران نے کوٹ اٹھایا اور پھر کچھ سوچ کر اسے صوفے کی پشت پر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ ملازم کے ساتھ ڈائننگ رُوم میں آیا تھا۔ میز پر فیاض تنہا نظر آیا۔ بیوی نہیں تھی۔ عمران نے فیاض کی صورت دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی اور مسمسی صورت بنا کر بولا۔

"بہت افسوس ہوا سُپر فیاض۔"

"کیا مطلب؟" فیاض کا لہجہ تیکھا تھا۔

"شاید ابھی ابھی جھڑپ ہوئی ہے۔"

"جی نہیں۔ وہ پرہیزی کھا رہی ہیں۔"

"کب سے؟" عمران نے بے حد خوش ہو کر پوچھا۔

"بکواس مت کرو۔ چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔"

"کچھ تو شرم کرو۔ آخر کب تک؟"

"گھونسا ماروں گا۔ ورنہ چپ چاپ کھانا کھاؤ۔" فیاض نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

عمران پھر کچھ نہیں بولا تھا۔ دو تین منٹ بعد اچانک شور سنائی دیا۔ گھر کے اندر ہی کا شور تھا۔ دونوں اُٹھ گئے۔ ٹھیک اسی وقت ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا اور دروازے کے قریب ہی لڑکھڑا کر گر پڑا۔

"کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟" فیاض نے بوکھلا کر پوچھا۔

"خ۔۔۔ خ۔۔۔" ملازم اُٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ہکلایا۔ "خنجر والا ہاتھ۔"

"کہاں؟"

"ڈرائننگ رُوم میں۔"

وہ دونوں جھپٹتے ہوئے ڈرائنگ رُوم میں پہنچے لیکن یہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ البتہ فیاض کے گھر کے افراد بدحواسی میں چیختے جا رہے تھے۔

"کیوں شور مچا رکھا ہے؟" فیاض دہاڑا۔

وہ دفعتاً خاموش ہو گئے اور وہی ملازم جس نے خنجر والے ہاتھ کی اطلاع دی تھی آگے بڑھ کر بولا۔ "میں برآمدے میں تھا وہ کھڑکی سے اندر داخل ہوا اور یہاں چکر لگا کر پھر کھڑکی کے راستے باہر نکل گیا۔"

"چکر لگا کر واپس چلا گیا؟" عمران نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔"

"ناممکن۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو؟" فیاض نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

عمران کی نظر اپنے کوٹ پر جمی ہوئی تھی جسے وہ صوفے کی پشت گاہ پر ڈال گیا تھا لیکن اب وہ سیٹ پر پڑا دکھائی دیا۔ اس نے فیاض کو اشارہ کیا کہ بقیہ لوگوں کو کمرے سے رخصت کر دے۔ ان کے چلے جانے پر وہ صوفے کی طرف بڑھا۔ اپنا کوٹ اٹھا کر ٹٹولا اور فیاض سے پوچھا۔ "کیا یہ کوٹ بہت اچھا سلا ہوا ہے؟"

"یہ غیر ضروری باتیں نہ کرو۔"

"اس نالائق نے نہ صرف کوٹ بلکہ تمہارے صوفے کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ دیکھو۔" اس نے صوفے کی پشت گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔

"کیا مطلب؟"

"وہ اب میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ میں نہ سہی میرا کوٹ ہی سہی اور میرے کوٹ کی وجہ سے تمہارا صوفہ بھی تباہ ہوا۔" عمران نے کوٹ پہنتے ہوئے کہا۔ "اب دیکھو پُشت پر جس جگہ خنجر کی کاٹ موجود ہے، وہ دل کی سیدھ میں نہیں ہے۔"

فیاض نے جھک کر دیکھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر بڑبڑایا۔

"خدا کی پناہ۔"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر فیاض نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تمہارے کوٹ میں کیا تھا؟"

"شاید ریسیور۔"

"اور تمہیں اس کا علم تھا؟"

"یقیناً تھا۔ لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ مردود یہاں سے کھانا بھی نہ کھانے دے گا۔ سوچا تھا کھانے کے بعد ہوا خوری کو چلیں گے لیکن اب کیا فائدہ؟"

"کہیں باہر یہ شعبدہ دکھاتے۔۔۔ کیوں؟" فیاض آنکھیں نکال کر غرایا۔

"بالکل! اور پھر تم تعاقب کرتے اس ہاتھ کا۔۔۔"

"ریسیور تم تک کیسے پہنچا تھا؟"

عمران نے سفید فام اجنبی کے لڑکھڑا کر اپنے اُوپر گرنے کا واقعہ سناتے ہوئے کہا۔ "اسی لیے میں نے چاہا تھا کہ تمہارا آدمی اس کا تعاقب کرے۔ نہیں مانا تو میں نے اُس سے کہا اچھی بات ہے۔ اب میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں تم مجھ پر نظر نہیں رکھ سکو گے۔"

"کیا مطلب؟"

"باتھ رُوم اور وہاں میں نے کوٹ اُتار کر دیکھا تو یہاں اس جگہ اسٹکنگ پلاسٹک ٹیپ کا ننھا سا ٹکڑا چپکا ہوا تھا اور دیکھو ٹھیک اسی جگہ خنجر بھی پیوست ہوا ہے۔"

"ٹیپ کہاں ہے؟"

"فیاض صاحب۔ اگر وہ ضائع نہ ہوا ہوگا تو آپ کے صوفے کی پُشت گاہ کے اندر ہی ملے گا۔ مگر نہیں۔ میرا خیال ہے کہ خنجر کی ضرب کے ساتھ ہی وہ بھی ضائع ہو گیا ہوگا۔"

وہ بڑی دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر شب بسری کا مسئلہ پیش آیا تھا۔ فیاض اس پر تیار نہیں تھا کہ عمران کو اپنے گھر سونے دے لیکن وہ عمران ہی کیا جو اپنی بات نہ منوا سکے۔ گھوڑے بیچ کر سو رہا لیکن پھر شاید دو بجے تھے کہ دوبارہ جگا دیا گیا۔ فیاض کا خونخوار چہرہ نظروں کے سامنے تھا۔

"خیریت؟"

"اُٹھو... اب تمہیں معلوم ہو گا۔"

"کوئی خوفناک خواب دیکھا ہے؟"

"چپ چاپ اُٹھ جاؤ۔ ورنہ۔"

عمران اُٹھ گیا۔ کوئی خاص ہی بات ہوگی۔ ورنہ فیاض سوتے سے نہ جگاتا۔

"میرے ساتھ چلو۔" فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کا موڈ بہت زیادہ خراب معلوم ہوتا تھا۔

عمران نے گھڑی دیکھی۔ دو بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ ایک بار پھر اُس نے فیاض کے چہرے پر نظر ڈالی جو پتھر کی طرح بے حس معلوم ہو رہا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ چلو کہاں چلتے ہو؟"

باہر فیاض کے محکمے کی کار نظر آئی۔ جس پر دو مسلح آدمی پہلے سے موجود تھے۔ وہ پچھلی نشست پر بیٹھے۔ ایک مسلح آدمی ان کے ساتھ بیٹھا اور دُوسرا اگلی سیٹ پر چلا گیا۔ قریب ہی تیسرے آدمی کی موجودگی نے عمران کو خاموش رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ جانا کہاں ہے؟ پندرہ منٹ بعد گاڑی ایک تاریک سڑک پر رُکی اور فیاض نے عمران سے نیچے اُترنے کو کہا۔ قریب ہی سے کچھ اور لوگوں کے بولنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ فیاض عمران کا ہاتھ پکڑے انہی آوازوں کی طرف لے جا رہا تھا اور پھر قریب پہنچ کر فیاض کے ساتھیوں میں سے کسی نے ٹارچ روشن کی تو عمران بھونچکا رہ گیا۔ سامنے والی جیپ میں سلیمان اور جوزف بیٹھے نظر آئے۔ یہ جیپ مسلح اور باوردی کانسٹیبلوں کے نرغے میں تھی۔

"اوہ۔ تو مل گئے یہ مردود۔" عمران چہک کر بولا۔ ویسے اُسے یقین تھا کہ یہ واقعہ کسی خوشگوار نوعیت کا حامل نہ ہو گا۔

"جی ہاں مل گئے اور تمہیں اس کی جواب دہی کرنی ہے۔" فیاض نے زہریلے لہجے میں کہا اور اُسے اس بھیڑ سے الگ لے جا کر کہا۔ "انہوں نے رینا ولیمز کے فرار میں مدد دی ہے۔"

"کیا مطلب؟" عمران چونک پڑا۔

"یہ اُن لوگوں کے ساتھ تھے جو بالآخر رینا ولیمز کو جیل سے نکال لے گئے۔"

"اوہو... صاف ظاہر ہے۔ میں نے تمہیں ان کے غائب ہونے سے متعلق اطلاع دی تھی۔"

"اور جو میرے گھر پر خنجر والے ہاتھ کا ڈراما اسٹیج کیا تھا۔" فیاض نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ نظریہ تمہیں کس نتیجے پر پہنچائے گا؟"

"کسی بڑی رقم کے عیوض تم انگلم کے ہاتھوں بک گئے ہو۔"

"سُبحان اللہ۔ یہ شعر کتنی دیر میں کہا ہے؟"

"چرب زبانی کسی کام نہ آسکے گی۔"

"خیر۔ خیر۔ میں اُن سے پوچھوں تو کیا چکر ہے؟"

"قطعی نہیں۔"

"آخر کیوں؟" عمران کا لہجہ بھی دفعتہً بگڑ گیا۔

"وہ اس وقت تمہاری ہدایت کے مطابق کام کرنے نکلے تھے۔"

"اور میں سرِ شام ہی سے تمہارے ساتھ رہا ہوں۔"

"کسی اور کے ذریعے اُن تک تمہاری ہدایات پہنچی تھیں۔ یہ مت بھولو کہ تم رینا کے فرار پر مُصر رہے ہو۔"

"اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم نے اسے میرے حوالے کر دیا تو انگلم نکال لے جائے گا۔"

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم انگلم ہی کے لیے کام نہیں کر رہے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" کہہ کر عمران نے اُسے دھکا دیا۔

اتنی دیر میں وہ اس جگہ کے محلِ وقوع کا اندازہ لگا چکا تھا۔ وہ اس وقت سینٹرل جیل کی پُشت پر تھے۔ فیاض کو دھکا دے کر اُس نے لمبی چھلانگ لگائی اور اندھیرے میں دوڑتا چلا گیا۔ یہ علاقہ سینکڑوں بار کا دیکھا بھالا تھا۔ اس لیے وہ اندھیرے میں بھی سمتوں کا تعین کر سکتا تھا جتنی دیر میں فیاض کے آدمی سنبھلتے کہیں کا کہیں جا پہنچا۔ میدان کے اختتام پر چھوٹے چھوٹے مکانوں والی ایک بستی دُور تک پھیلتی چلی گئی تھی جس کی گلیوں میں کسی کو تلاش کرنے کے لیے پوری بٹالین بھی ناکافی ہوتی۔ بستی میں داخل ہوتے ہی اُس نے ریڈی میڈ میک اپ ناک پر جمایا تھا اور شریف آدمیوں کی طرح پُروقار انداز میں نپے تُلے قدم اُٹھانے لگا تھا۔ بہرحال وہ چار بجے سے پہلے سائیکو مینشن نہیں پہنچ سکا تھا۔ یہاں ایک بڑی اچھی خبر اس کی منتظر تھی۔ بلیک زیرو نے بحیثیت ایکسٹو کچھ پیغامات اس کے لیے ریکارڈ کرائے تھے۔

۱۔ عمران... ! جوزف اور سلیمان ایک جیپ میں دیکھے گئے ہیں۔ جیپ کا تعاقب جاری ہے۔

۲۔ عمران... ! جیپ کے آگے دو گاڑیاں اور بھی ہیں اور جیپ کا ڈرائیور انہیں اشارے کرتا جا رہا تھا۔ تینوں گاڑیاں سینٹرل جیل کے قریب سے گزریں۔

جیل کے پھاٹک پر خاموشی ہے۔ کسی قسم کا ہنگامہ معلوم

ہوتا ہے۔

۳۔ عمران... ! تینوں گاڑیاں جیل کی پُشت پر رُکی ہیں۔

۴۔ عمران... ! دو گاڑیاں نکل گئیں۔ جیپ پکڑ لی گئی جس میں جوزف اور سلیمان تھے۔ جیپ کا ڈرائیور بھی غائب ہو گیا۔ دونوں گاڑیوں کا تعاقب جاری ہے۔

فی الحال ان کے علاوہ اور کوئی پیغام نہیں تھا۔ عمران نے فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کیے اور اُسے اطلاع دی کہ اب وہ سائیکو مینشن پہنچ چکا ہے۔

"جوزف اور سلیمان گرفتار کر لیے گئے ہیں اور ان پر الزام ہے کہ انہوں نے رینا ولیمز کے فرار میں مدد دی ہے۔" دُوسری طرف سے آواز آئی۔

"اُن دونوں گاڑیوں کے پیچھے کون ہے؟"

"صفدر اور صدیقی... الگ الگ موٹر سائیکلوں پر۔ چوہان جیپ کے سلسلے میں جیل کے قریب ہی رُک گیا تھا۔"

"گڈ... کام سلیقے سے ہو رہا ہے۔"

"شکریہ جناب۔ صفدر اور صدیقی کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔"

"میں فون ہی پر موجود ہوں۔" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کی دانست میں سلیمان اور جوزف اسی لیے اُلجھائے گئے تھے کہ پولیس کو غلط راستے پر ڈالا جا سکے۔ انگلم اور اس کے ساتھی عمران کو ایک بلیک میلر کی حیثیت سے جانتے تھے۔ ایسا بلیک میلر جو پولیس اور مجرم دونوں کو بلیک میل کر سکتا تھا لیکن پھر اُس پر کیوں حملہ کرایا گیا تھا! فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے ریسیور اُٹھا لیا۔ دُوسری طرف بلیک زیرو ہی تھا۔

"دونوں گاڑیاں ڈائمنڈ بیچ پہنچی ہیں۔ سب لوگ ہٹ نمبر تین سو گیارہ میں اُتر گئے ہیں۔ آپ کی تلاش شروع ہو چکی ہے پورے شہر میں پولیس کی گاڑیاں دوڑتی پھر رہی ہیں۔"

"اچھی خبر ہے۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "ہٹ نمبر تین سو گیارہ کی نگرانی جاری رہنی چاہیے۔ معلوم کرو کہ ان لوگوں میں انگلم بھی موجود ہے یا نہیں؟ فی الحال سارے آدمیوں کو وہیں لگا دو۔ اس ہٹ سے تعلق رکھنے والے ایک ایک فرد پر نظر رکھی جائے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"دیٹس آل۔"

دُوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

عمران نے ریسیور رکھ کر پھر اُٹھایا اور سر سلطان کے نمبر ڈائل کیے۔ اُن سے رابطہ قائم ہو جانے پر حالیہ واقعات سے متعلق مختصر رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سلیمان اور جوزف کو جیل میں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ فی الحال میں خود ان کی رہائی نہیں چاہتا۔"

"کیوں؟" دُوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ظاہر ہے یہ چکر محض اسی لیے چلایا گیا ہے کہ پولیس غریب کے آدمی کے پیچھے پڑ جائے۔ لہٰذا اس وقت سارے شہر میں میری تلاش جاری ہے۔"

"اچھی بات ہے! میں دیکھوں گا کہ کیا کر سکتا ہوں!"

"شکریہ!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

• • • •

ڈاکٹر انگلم اس عمارت میں تنہا نہیں تھا۔ ایک آدمی اور بھی تھا جس سے ابھی تک اُس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ پچھلی رات یہاں پہنچا تھا۔ اُسے یہاں تک پہنچانے والے نے شب بسری کے لیے ایک کمرے میں ضروری انتظامات کر دیے تھے اور انگلم کے دیا۔ پھر اُس سے کہہ دیا تھا کہ ڈاکٹر انگلم صبح سے پہلے نہیں مل سکے گا۔ یہ ایک پستہ قد اور بھاری جبڑوں والا آدمی تھا۔ انگلم جیسے لمبے تڑنگے آدمی کے سامنے بونا ہی لگتا تھا لیکن جسمانی قوت اس کی بے حد جاندار آنکھوں سے پوری طرح نمایاں تھی۔ ناشتہ انگلم نے خود ہی تیار کیا تھا اور اُسے اُس کے کمرے سے ڈائننگ رُوم میں بُلا لایا تھا۔ میز پر دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"ڈاکٹر انگلم۔" اُس نے ناشتہ شروع کرنے سے قبل ہی کہا۔ "میرا نام نکولس ہے اور میں آٹھ جزیروں کا سفیر ہوں۔"

"اچھا۔ تو تم نویں بڑے آدمی سے کیا کہنا چاہتے ہو؟" ڈاکٹر انگلم نے تُرش لہجے میں پوچھا۔

نکولس استہزائیہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "میں کسی نویں بڑے سے واقف نہیں ہوں۔"

"اب واقف ہو جاؤ۔" انگلم اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"خیر تم جو کچھ بھی ہو۔ مجھے پیغام پہنچانا ہے اور پیغام ہے تمہاری فوری واپسی۔ فی الحال یہاں کی تنظیم توڑی جا رہی ہے۔"

"وجہ...؟" انگلم اُسے گھورتا ہوا غرّایا۔

"میں وجہ نہیں جانتا۔ تمہیں فوری طور پر اپنے جزیرے میں واپس جانا ہے۔"

"اب تک مجھے وجہ نہ معلوم ہو، میں نہیں جا سکتا۔"

"[illegible] کا نام ہے تنظیم سے بغاوت۔" نکولس اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"فی الحال ناشتا کرو۔ باتیں بعد میں ہوں گی۔" ڈاکٹر انگھم ایک سینڈوچ اٹھاتا ہوا بولا۔

اس پر نکولس نے اتنی سختی سے دانت بھینچے تھے کہ جبڑوں کے عضلات ابھر آئے تھے۔ اس نے قہر آلود لہجہ میں کہا۔

"شکریہ! میں ناشتا کر چکا ہوں۔ میرے ساتھ سامان تھا۔"

انگھم مزید کچھ کہے بغیر خاموشی سے کھاتا رہا۔ اب وہ نکولس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ کھانا ختم کر کے اس نے کافی کا مگ لبریز کیا اور پائپ سلگانے لگا۔

"کیا اب گفتگو ہو سکے گی؟" نکولس نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"گفتگو ختم ہو چکی۔"

"کیا مطلب؟"

"مجھے وجہ معلوم ہونی چاہیے۔"

"اچھا تو سنو! تم نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے! تمہیں ہدایت ملی تھی کہ مخالف تنظیم کے سربراہِ اعلیٰ کا پتا لگاؤ لیکن تم نے نچلی سطح کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔"

"ان میں دہشت پھیلائے بغیر اس مقصد کا حصول ناممکن تھا۔"

"اچھی بات ہے۔ کافی دہشت پھیلا چکے ہو۔ اب بتاؤ سربراہ کون ہے؟"

"ایک شخص کی دست اندازیوں کی بناء پر میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جب تک اسے ختم نہیں کر دیتا یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔"

"تم شاید عمران کی بات کر رہے ہو؟" نکولس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔" انگھم چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"تم عمران کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"ایک گھٹیا سا بلیک میلر ہے لیکن میرے آخری حملے کی تاب نہ لا سکے گا۔ اس وقت پولیس اسے سارے شہر میں تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ میں نے پولیس کو باور کرا دیا ہے کہ عمران میرے لیے کام کر رہا ہے۔"

"تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ اسی لیے ان بڑوں کا فیصلہ ہے کہ فوری طور پر یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔"

"ہمارا ان بڑوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم جا سکتے ہو۔"

"اگر یہ بات ہے تو باقاعدہ طور پر استعفیٰ دو اور لاسلکی حربہ مجھے واپس کر دو۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" نکولس اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ ہم ایک دوسرے کے دشمن تو نہیں ہیں۔"

"نہیں شکریہ۔ میں نے پیغام تم تک پہنچا دیا۔ اب نہیں رک سکتا۔"

"اچھی بات ہے لیکن جانے سے پہلے ایک چیز دیکھ لو۔"

"کیا ہے؟"

"میرے ساتھ آؤ۔" انگھم بھی اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تم پر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ فی الحال یہاں میری موجودگی کتنی ضروری ہے۔"

وہ اسے ایک راہداری میں لایا جہاں دونوں جانب متعدد کمرے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "تم خود دیکھ سکتے ہو۔"

وہ پیچھے ہٹ آیا اور نکولس نے جیسے ہی دروازے میں قدم رکھا۔ انگھم نے اس کی کمر پر ایک زوردار لات رسید کی۔ وہ منہ کے بل کمرے میں گرا اور قبل اس کے کہ دوبارہ اٹھتا انگھم دروازہ مقفل کر چکا تھا۔

ساتھ ہی اس نے ایک زوردار قہقہہ لگا کر کہا۔ "میں تمہیں ساتھ ہی لے چلوں گا۔ فکر نہ کرنا۔"

نکولس اندر سے دہاڑا۔ "تم پچھتاؤ گے۔ تنظیم سے غداری کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔" انگھم قہقہے لگاتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ دوسرے کمرے میں آ کر اس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائل کیے اور اس سے فوراً وہاں پہنچنے کو کہا پھر شاید تین منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔ انگھم نے خود ہی صدر دروازہ کھولا۔ آنے والا بھی اسی کی طرح سفید فام تھا۔

"کیا خبر ہے؟" انگھم نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"پولیس عمران کی تلاش میں ہے۔ شہر سے نکاسی کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔"

"تم نے دیکھا کہ۔۔" ڈاکٹر انگھم حقارت سے ہنس کر بولا۔ "اگر میں یہ کام جیفرے کی بجائے کسی مقامی آدمی سے لیتا تو عمران شبے میں پڑ کر اپنا کوٹ ہرگز نہ اتارتا۔ سب کچھ میری توقعات کے مطابق ہوا ہے۔ جانتے ہو کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟"

"نہیں۔"

"ریناولیمز کے فرار سے زیادہ پولیس کے لیے عمران اہم ہو گیا ہے۔ موقعِ واردات پر عمران کے ملازمین کا پکڑا جانا اس کے لیے اس امر کی دلیل بن گیا ہے کہ عمران معقول معاوضے پر ہمارے لیے کام کر رہا ہے۔"

"لیکن پھر عمران پر لاسلکی حملہ کیوں کرایا تھا؟"

"میں جانتا ہوں کہ عمران شبے میں مبتلا ہو کر کوٹ اتارے گا اور اسے ریسیور کا سراغ مل جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد کوٹ پہننے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بہرحال عمران بچ گیا۔ اس سے کیپٹن فیاض کے اس شبے کو اور تقویت ملی کہ وہ مجھ سے ملا ہوا ہے اور جب اسے اطلاع ملی کہ ریناولیمز جیل سے فرار ہو گئی اور عمران کے دونوں ملازم بھی اس کے مددگاروں میں سے تھے تو اسے یقین ہو گیا کہ لاسلکی حملے کا ڈراما اس کے گھر پر اسی لیے کھیلا گیا کہ ریناولیمز کی طرف سے اس کی توجہ ہٹی رہے۔"

"لیکن آخر وہ جیل سے کس طرح فرار ہوئی؟"

"نہایت آسانی سے۔ لاسلکی حربے نے بڑی دیر تک جیل پر پرواز کر کے خاصا خوف و ہراس پھیلایا تھا۔ پہرے دار چاروں طرف بھاگتے پھر رہے تھے۔ اسی انتشار کے عالم میں وہ وہاں سے نکال لائی گئی۔"

"اب کیا پروگرام ہے؟"

"میں نے اسی لیے تمہیں بلایا ہے کہ آئندہ کے لیے کوئی پروگرام مرتب کیا جائے۔"

"اس سے پہلے میں مارک ایولن کے متعلق جاننا چاہوں گا۔ اچانک ذہنی توازن کیسے کھو بیٹھا؟"

"اس کا ذمے دار بھی عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس نے فلپ کے باڈی گارڈ کا روپ دھار کر مارک ایولن سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے لیے کنفیغز استعمال کیا گیا تھا اور تم جانتے ہو کہ اگر کنفیغز کا استعمال معینہ وقت سے زیادہ طویل ہو جائے تو معمول ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔"

"تب تو یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے مارک ایولن کے سارے ممبروں کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہوں۔"

"تمہیں فکر مند نہ ہونا چاہیے۔ تم مارک کو جانتے ہو لیکن وہ تم سے واقف نہیں تھا۔ بہتوں کو تم بھی نہیں جانتے۔ یہی سے فی الحال ہر اس شخص سے رابطہ ختم کر دیا ہے جسے مارک جانتا تھا۔"

"واقعی تم گریٹ ہو ڈاکٹر لیکن میں یہ ضرور جاننا چاہوں گا کہ اچانک ہم ہنگامہ آرائی پر کیوں آمادہ ہو گئے؟"

"بالکل ذاتی معاملہ ہے۔"

"ذاتی معاملہ؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ ریناولیمز کی طرف سے پولیس کی توجہ ہٹانے کے لیے میں نے لاسلکی حربے کا استعمال شروع کیا تھا۔"

"کیا وہ اتنی ہی اہم ہے؟"

"بکواس مت کرو۔ تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیے۔"

"ڈاکٹر انگھم تنظیم کو ذاتیات سے کیا سروکار؟"

انگھم نے سختی سے ہونٹ بھینچے اور اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "نکولس کو پچھلی رات تم ہی یہاں پہنچا گئے تھے؟"

"ہاں۔ میں ہی لایا تھا۔"

"اس سے کیا باتیں ہوئی تھیں؟"

"کچھ بھی نہیں۔"

"ہوں۔ تو تمہیں اس پر اعتراض ہے کہ میں نے ذاتی اغراض کے لیے ہنگامہ برپا کیا۔"

"ہر [illegible] ہونا چاہیے۔"

"میں تنظیم سے الگ بھی کوئی چیز ہوں؟"

"بے مغز لوگوں کی سی بات نہ کرو انگھم! تنظیم سے الگ ہم کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔"

"شٹ اپ! میں تمہارا باس ہوں۔ مجھے پڑھانے کی کوشش نہ کرو۔ ریناولیمز بذاتِ خود ایک بہت بڑی تنظیم ہے اس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"کیا ہم ایک بہت بڑے خطرے سے دوچار نہیں ہیں؟"

"بہت جلد ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔"

وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ "خیر۔ خیر اس وقت طلبی کا مقصد؟"

"جیفرے عمران کو پہچانتا ہے۔ اتنا باصلاحیت ہے کہ میک اپ میں بھی اسے پہچان لے گا۔ تم اسے ساتھ لے کر عمران کی تلاش جاری رکھو۔ پولیس کو میں نے اس کے پیچھے لگایا ہے لیکن پولیس کے ہاتھ لگنے سے پہلے ہی اسے ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ اور سنو! مجھ سے بددل ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں۔ اس کا تنظیم کے مفاد سے گہرا تعلق ہے۔ یہ میں بعد

میں بتاؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔

❖

تین دن سے ڈائمنڈ بیچ کے بنگلہ نمبر تین سو گیارہ کی نگرانی ہو رہی تھی۔ عمران نے بھی اس کے مکینوں کو دیکھا لیکن ان میں انگلم نہیں تھا اور وہ لوگ ابھی تک ڈائمنڈ بیچ سے باہر نہیں نکلے تھے۔ ریناولیمز سمیت وہ تعداد میں چار تھے۔ تینوں مرد کبھی کبھی بنگلے کے باہر بھی دیکھے جاتے البتہ ریناولیمز کسی وقت کھڑکی کے قریب بھی نہ دیکھی گئی۔ یہ تینوں مرد دیسی تھے۔ ایک سے عمران بھی واقف تھا۔ یہ تھا شہر کا مشہور اسمگلر شہباز لیکن ابھی تک قانون کی گرفت میں نہ آ سکنے کی بناء پر شہر کے "اشراف" میں شمار کیا جاتا تھا اور سرکاری نوعیت کی ضیافتوں کے لیے مہمانوں کی فہرست میں بھی پایا جاتا تھا۔ عمران کسی وقت بھی انہیں ریناولیمز سمیت حراست میں لے سکتا تھا لیکن اس طرح بنیادی مقصد فوت ہو جاتا۔ وہ تو انہیں انگلم تک پہنچنے کا وسیلہ بنانا چاہتا تھا۔ بہرحال ان کی نگرانی جاری رہی۔ دوسری طرف جوزف اور سلیمان نے پولیس کو من و عن وہی کچھ بتایا تھا جو ان پر گزری تھی۔ جیل کی پشت پر اس جیپ میں پائے جانے کے متعلق انہوں نے بتایا کہ وہ عمران کے طلب کرنے پر وہاں پہنچے تھے۔ ظاہر ہے کہ عمران پر کون کان دھرتا کہ اس دوران انہوں نے ایک بار بھی عمران کی شکل نہیں دیکھی تھی اور بعض اجنبیوں کے توسط سے اس کے پیغامات ان تک پہنچتے رہے تھے۔ بہرحال وہی ہوا جو ایسے حالات میں ہوا کرتا ہے۔ عمران کی گرفتاری کے احکامات باضابطہ طور پر جاری کر دیے گئے تھے اور اب وہ ایک معمر لنگڑے کے میک اپ میں شہر کی سڑکیں ناپتا پھر رہا تھا۔

ڈاکٹر داور سے بھی یہ بات چھپی نہ رہ سکی تھی کہ اب عمران کی کیا پوزیشن ہے لیکن پچھلے تجربات کی بناء پر وہ جانتے تھے کہ مقامی پولیس اس کے خلاف غلط فہمی میں مبتلا ہو جانے کی عادی ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسے ان سے انگلم کے لاسلکی حربے کا توڑ حاصل کر لینے میں کوئی دشواری نہ ہوئی۔ یہ اپنے کنٹرول سسٹم سمیت جیمز بانڈ بریف کیس میں محفوظ تھا۔ طریق استعمال ذہن نشین کر لینے کے بعد وہ ان کی تجربہ گاہ سے رخصت ہو گیا۔ سلیمان اور جوزف کے متعلق اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ جیل میں بھی عیش کر رہے ہیں۔ اس لیے پوری دلجمعی سے انگلم کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اسے یقین تھا کہ ڈائمنڈ بیچ کے بنگلہ نمبر تین سو گیارہ ہی کے توسط سے انگلم کا سراغ مل سکے گا۔ اس لیے اب اس نے یہی مناسب سمجھا کہ زیادہ تر ڈائمنڈ بیچ ہی میں رہ کر نگرانی کرنے والوں سے رابطہ رکھے۔ اس وقت وہ بریف کیس ہاتھ میں لیے لنگڑاتا ہوا بیچ ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے وقت یہاں شاذ و نادر ہی کوئی میز خالی نظر آتی تھی لیکن اس وقت اسے بہرحال بیچ ہوٹل میں داخل ہونا ہی تھا کیونکہ وہ دو سفید فام غیر ملکیوں کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا۔ ان میں سے ایک تو وہی تھا جس نے تین دن پہلے اس کے کوٹ میں لاسلکی حربے کا ریسیور چپکایا تھا اور دوسری شکل اجنبی تھی۔ عجیب اتفاق تھا کہ نہ ان دونوں کو کوئی خالی میز ملی تھی اور نہ عمران کو۔

انہوں نے لنچ بکس خریدے اور ہوٹل سے باہر نکل کر ساحل کی طرف چل پڑے۔ عمران نے بھی ان کی تقلید کی۔ ساحل پر چھتریوں کے نیچے بے شمار لوگ نظر آ رہے تھے۔ وہ دونوں بھی ایک جگہ جا بیٹھے۔

عمران ان سے اتنا دور نہیں تھا کہ ان کی گفتگو نہ سن سکتا۔ البتہ اس کی پشت ان کی طرف تھی۔

اس وقت ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ "کچھ پتا نہیں نکولس کیوں آیا تھا؟ اور کہاں غائب ہو گیا؟"

"ریناولیمز کہاں ہے؟" دوسرے نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا لیکن یہ عورت ہی ہماری دشواری کا باعث بنی ہوئی ہے۔"

"عورت تو ساری دنیا کی دشواری کا باعث ہے۔ پیدا ہوتے ہی اس نے مرد کو جہنم کا مستحق بنا دیا تھا۔"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے! انگلم نے یہ سارا ہنگامہ محض اس لیے برپا کیا تھا کہ پولیس کی توجہ ریناولیمز کی طرف سے ہٹا سکے، ورنہ لاسلکی حربہ اس لیے نہیں تھا کہ ذرا ذرا سی بات کے لیے استعمال کیا جاتا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انگلم نے بڑوں کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے۔"

"سنو! میرا خیال ہے کہ نکولس اس کے لیے کوئی بُرا پیغام لایا تھا اور آج کی گفتگو کے بعد سے میں اس کے علاوہ اور کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا کہ انگلم تنظیم سے باغی ہو گیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"وہ کہہ رہا تھا کہ میں تو ان بڑا ہوں۔ مجھے آٹھوں کی کوئی پروا نہیں۔"

"یہ سن لینے کے باوجود تم اس کے لیے کام کر رہے ہو اور مجھے بھی گھسیٹتے پھر رہے ہو۔"

"مجبوری ہے۔ وہ ہمارا سربراہ بنایا گیا ہے۔"

"آٹھ بڑوں نے اسے ہمارا سربراہ بنایا تھا۔ اگر وہ ان کی بڑائی کا منکر ہے تو ہم میں سے کوئی بھی اسے ٹھوکر مار سکتا ہے۔"

"بات سوچنے کی ہے۔"

کچھ دیر وہ خاموش رہے۔ پھر کوئی بولا۔ "اب میں تصدیق کیے بغیر اس کے لیے کوئی کام نہیں کروں گا۔ میں عمران کی تلاش میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔"

"اس نے کہا تھا کہ تم عمران کو میک اپ میں بھی پہچان لو گے۔"

"ہاں! یہ میری اسپیشلٹی ہے۔ میں لوگوں کو ان کی چال سے پہچان لیتا ہوں۔ لاکھ میک اپ ہو لیکن کوئی بھی اپنے چلنے کے انداز پر قابو نہیں پا سکتا۔"

عمران اس اتفاق پر دل ہی دل میں ہنسا کہ وہ ایک لنگڑے کے میک اپ میں ہے! اتفاق ہی کہنا چاہیے ورنہ اسے کیا معلوم تھا کہ کوئی ایسا آدمی اس کی تلاش میں ہے جو چلنے کے انداز سے لوگوں کو پہچان سکتا ہے۔ لنگڑے پن میں چلنے کے اصل انداز کے انکشاف کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

"لیکن تم انگلم کے عتاب سے کیسے بچو گے؟ اگر تم نے اس کے احکامات کی تعمیل نہ کی۔"

"جاؤ اس سے کہہ دینا کہ اگر وہ آٹھ بڑوں کا پابند نہیں ہے تو میں بھی اسے کچھ نہیں سمجھتا۔ میرے منہ آیا تو مارا جائے گا۔ اور تم بھی اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے بڑوں سے براہ راست احکامات حاصل کرو۔ انہیں اس کی بدبختی سے آگاہ کر دو۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ انگلم شاید پاگل ہو گیا ہے لیکن فی الحال ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ وہ خود ہی چوہوں کی طرح چھپا بیٹھا ہے۔ ہمارا کیا بگاڑ لے گا؟"

"اچھی بات ہے۔ میں فی الحال جا کر اس سے کہہ دیتا ہوں کہ تم بیمار ہو گئے ہو۔ عمران کی تلاش میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے اور پھر اس دوران بڑوں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

عمران نے مڑ کر دیکھا۔ آخری جملہ اجنبی کی زبان سے نکلا تھا اور جس کا مطلب یہی تھا کہ یہاں سے دونوں کی راہیں الگ الگ ہو جائیں گی۔ عمران دوسرے آدمی کا تعاقب کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں آگے پیچھے شہر کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ عمران پرانے ماڈل کی شیورلیٹ میں تھا اور سفید فام اجنبی بھی فیاٹ میں۔ شہر پہنچ کر اجنبی نے اپنی گاڑی ماڈل ٹاؤن کی ایک بڑی عمارت کے سامنے روکی تھی۔ کمپاؤنڈ کا پھاٹک بند تھا۔ گاڑی سے اتر کر اس نے پھاٹک کو دھکا دے کر کھولا اور پیدل ہی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے سڑک کے دوسرے کنارے پر گاڑی روکی اور اسے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھتا رہا۔ دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ پھر دکھائی دیا۔ دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف آ رہا تھا۔ بدحواسی کے عالم میں اپنی گاڑی کا دروازہ کھول ہی رہا تھا کہ عمران لنگڑے پن کی اداکاری ترک کر کے تیزی سے اس کے پاس پہنچا۔

"کیا بات ہے؟" اس نے پُر وقار لہجے میں پوچھا۔ "کیا وہ اندر موجود نہیں ہے؟"

"تم... تم... کون ہو؟" اجنبی ایک قدم پیچھے ہٹتا ہوا ہکلایا۔

"آٹھ بڑے غافل تو نہیں ہیں۔" عمران کا جواب تھا۔

"اوہ۔ اوہ... اندر نکولس قریب المرگ ہے اور وہ غائب ہو گیا ہے۔"

"اور کون ہے اندر؟"

"کوئی بھی نہیں! پوری عمارت خالی ہے۔"

"نکولس کو کیا ہوا؟"

"اس کے سینے پر دو گولیاں لگی ہیں۔"

"چلو۔" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر عمارت کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ بائیں ہاتھ میں بریف کیس اب بھی موجود تھا۔

وہ عمارت کے اندر پہنچے اور اجنبی نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں ایک لاش پڑی تھی جس کے سینے سے خون بہہ بہہ کر فرش پر چاروں طرف پھیل گیا تھا۔

"یہ تو مر چکا ہے۔" عمران نے اجنبی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں... مل... لیکن... یہ بتا کر مرا ہے کہ انگلم اپنے جزیرے میں جائے گا۔"

عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورا لیکن کچھ بولا نہیں۔ فوری طور پر نہیں پوچھنا چاہتا تھا کہ اس کا جزیرہ کہاں ہے؟

"تو یہ نکولس ہے؟" اس نے اجنبی سے سوال کیا۔

"ہاں... پچھلی رات میں نے ہی انگلم تک پہنچایا تھا۔"

"کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ انگلم کہاں ہے؟"

اجنبی چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"اس طرح نہ دیکھو۔ میں ہیڈ کوارٹر سے آیا ہوں۔ ضروری نہیں کہ میں نکولس کے بارے میں بھی کچھ جانتا ہوں۔"

"لیکن تم ہم میں سے تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"دفتری ہوں۔ آٹھ بڑے مجھ سے ذاتی طور پر واقف ہیں۔ بس اب چپ چاپ یہاں سے نکل چلو۔ ورنہ مقامی پولیس۔"

"چلو۔ میرا نام مارکوس ہے۔"

"میرے کئی نام ہیں۔" عمران بولا۔ "لیکن تم مجھے لیوکاس کہہ سکتے ہو۔"

گاڑی کے قریب پہنچ کر مارکوس نے اس سے پوچھا۔

"تم کہاں مقیم ہو؟"

"یہ بتانا تنظیم کے اُس شعبے کے مفاد میں نہ ہوگا جس سے میرا تعلق ہے لیکن میں تم سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"میری قیام گاہ پر چلو۔" مارکوس بولا۔

آگے پیچھے دونوں گاڑیاں روانہ ہوئی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ شہری آبادی سے نکل کر قومی شاہراہ پر ہولیے۔ مارکوس ایک زرعی فارم کا ٹھیکیدار ثابت ہوا۔ کھیتوں کے وسط میں چھوٹی سی عمارت کے قریب گاڑیاں رُکی تھیں۔

"تمہارے ساتھ کتنے لوگ ہیں یہاں؟" عمران نے مارکوس سے پوچھا۔

"میں اور میری سیکرٹری۔"

"تم سب عورتوں کے خبط میں مبتلا ہو۔" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

مارکوس نے اُسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ اندر آئے۔ برآمدے میں ایک عورت دکھائی دی تھی۔ غالباً وہی اُس کی سیکرٹری تھی۔ صحت مند اور قبول صورت تھی۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہوگی۔ وہ اُن کے ساتھ کمرے میں نہیں آئی تھی۔

"ہاں! کیا باتیں کرنا چاہتے ہو؟" مارکوس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

"کیا آج کسی وقت انگلم سے تمہارا اختلافِ رائے ہوا تھا؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں... آج صبح۔"

"کس مسئلے پر گفتگو ہوئی تھی؟"

"مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ تنظیم کے خلاف باغیانہ خیالات رکھتا ہے۔ اس پر میں اُلجھ گیا تھا۔"

"باغیانہ خیالات کی وضاحت کرو۔"

"میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اُس نے خوامخواہ اتنا ہنگامہ کیوں برپا کیا جب کہ تنظیم حکمتِ عملی اور پُرامن ذرائع سے مقصد برآری پر یقین رکھتی ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ اس کا نجی معاملہ ہے۔ ریتا ویلیز کی طرف سے پولیس کی توجہ ہٹائے رکھنے کے لیے اس نے لاسلکی حربے کا استعمال کیا تھا۔"

"لیکن میری معلومات کے مطابق وہ پہلے سے لاسلکی حربے کو مسز گوہن کے بندروں پر آزماتا رہا ہے۔"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ جیفرے اس کا دستِ راست ہے۔ اسے علم ہوگا لیکن اب وہ تنظیم کی حمایت میں اس سے بددل ہوگیا ہے۔"

"صبح جب تم اس سے ملے تھے تو تم نے یہی کوٹ پہن رکھا تھا؟"

"کیوں؟" مارکوس بے ساختہ چونک پڑا۔

"میری بات کا جواب دو۔"

"ہاں لیکن کیوں؟"

"اچھی طرح یاد کر کے بتاؤ کیا گفتگو کے دوران اُس نے تمہارے جسم کے کسی حصے کو ہاتھ لگایا تھا؟"

"نہیں۔ تم آخر یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"جس شخص کے ساتھ تم نیچے ہوٹل میں تھے وہ کون ہے؟"

"اوہ... تو تم... ہمارا پیچھا کرتے رہے تھے۔ وہ جیفرے تھا۔"

"اس سے کس طرح مل بیٹھے تھے؟"

"انگلم نے کہا تھا کہ اس سے ملوں۔"

"اس سے یقیناً تمہاری بے تکلفی ہو سکتی ہے کہ وہ تمہارے جسم پر ہاتھ مار مار کر قہقہے لگائے۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور مارکوس جھنجھلا کر اُٹھتا ہوا بولا۔ "تم آخر مجھے کیوں زچ کر رہے ہو؟"

"جیفرے... انگلم ہی کا آدمی ہے۔ تنظیم کا وفادار نہیں۔ انگلم نے تمہیں اس کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ تمہاری موت کا سامان کر دے۔"

"یعنی... کہ... یعنی کہ؟"

"تمہارے کوٹ پر ٹھیک دل کے مقام پر لاسلکی حربے کا ریسیور موجود ہے۔"

"نہیں۔" مارکوس اس طرح اُچھل پڑا جیسے دل ہی کے مقام پر گولی لگی ہو۔

پھر اُس نے اپنا کوٹ اُتار پھینکا تھا۔ ٹھیک اسی وقت اس کی سیکرٹری کمرے میں داخل ہوئی۔

"ڈاکٹر کی کال تھی۔ پوچھا تھا۔ تم گھر پر ہو یا نہیں؟" اُس نے اطلاع دی۔

"تم نے کیا کہا؟"

"م... میں نے کہہ دیا کہ کوئی اجنبی ساتھ ہے۔" اُس نے کہا اور فرش پر پڑے ہوئے کوٹ کو گھورنے لگی۔

"ہوں۔ اچھا... جاؤ۔"

سیکرٹری چلی گئی۔

"ڈاکٹر سے مراد غالباً انگلم ہے۔"

"ہاں... انگلم... لیکن وہ نہیں جانتی کہ اس کا نام انگلم ہے۔"

"کیا تم دن میں کئی بار لباس تبدیل کرنے کے عادی نہیں ہو؟"

"صرف قمیص تبدیل کرتا ہوں۔ ایک ہی سوٹ کئی دن استعمال میں رہتا ہے۔"

"گڈ۔ اچھا تو اس کوٹ کو سامنے صوفے پر ڈال دو اور دوسرا کوٹ پہن لو۔"

"تت... تم ہی... اُٹھا کر ڈال دو۔" مارکوس ہکلایا۔

"تم نے کبھی اس کا ریسیور دیکھا ہے؟"

"نہیں..."

"میں دکھاتا ہوں۔" عمران نے کوٹ اُٹھا کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھو! یہ اسٹکنگ پلاسٹک ٹیپ کا ننھا سا ٹکڑا۔ اسی میں ریسیور پوشیدہ ہے! ذرا ٹھہرو۔ میرا خیال ہے کہ ابھی اس کی ایک کال اور آئے گی۔"

اُس نے کوٹ صوفے کی پُشت پر ڈال دیا اور پھر بولا۔ "سیکرٹری سے کہہ دو۔ اگر کوئی کال آئے تو ہولڈ آن کر کے تمہیں اطلاع دے۔"

مارکوس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بولا۔ "میں پہنچا ہی تھا فون کی گھنٹی بجی تھی۔ انگلم ہی تھا۔ اُس نے کہا کہ عمران نے اپنے آدمیوں سمیت اس کی قیام گاہ پر حملہ کیا تھا۔ نکولس مارا گیا اور اب خود کسی اور جگہ مقیم ہے۔ مجھ سے کہا ہے کہ میں تیار رہوں۔ وہ پہنچ رہا ہے جو مجھے اُس کی موجودہ قیام گاہ تک پہنچا دے گا۔"

"ٹھیک... اگر تم کوٹ اُتار بھی چکے ہو گے تو کہیں جاتے وقت عادتاً یہی کوٹ پہنو گے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"اچھی بات ہے تو اب لاسلکی حربے کے منتظر رہو۔"

"نن... نہیں۔" مارکوس خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"میرا خیال ہے کہ جیفرے ہی اسے آپریٹ کرتا ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"ابھی دیکھ لو گے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اپنی سیکرٹری کو کچھ دیر کے لیے یہاں سے ہٹا دو۔"

"کک۔ کیوں؟"

"اگر وہ انگلم کو نہیں جانتی تو ان معاملات سے اُسے لاعلم رکھنا ہی بہتر ہوگا۔ ہاں انگلم نے تم سے اس اجنبی کے بارے میں تو نہیں پوچھا جس کا ذکر تمہاری سیکرٹری نے اس سے کر دیا تھا؟"

"پوچھا تھا۔ میں نے کہہ دیا ایک مقامی زمیندار تھا۔ بزنس کے سلسلے میں آیا تھا۔ چلا گیا۔"

"سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"مجھے بتاؤ۔ تم کیا کرو گے؟ اگر لاسلکی حربہ مجھ پر استعمال کیا گیا۔"

"بتاؤں گا۔ پہلے تم اپنی سیکرٹری کو کہیں چلتا کرو۔"

وہ پھر کمرے سے چلا گیا اور عمران نے جلد ہی گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ مارکوس نے واپسی میں دیر نہیں لگائی تھی لیکن اس کا چہرہ زرد تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سارے جسم کا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

"بیٹھ جاؤ۔" عمران نے اُس سے کہا۔ "ڈرو نہیں۔ اگر وہ آیا بھی تو سیدھا تمہارے کوٹ کی طرف جائے گا اور جب اُسے چھید کر واپس پلٹنے لگا تو میں اُسے تباہ کر دوں گا۔"

"تت... تم... تباہ کر دو گے؟"

"ہاں۔ آٹھ بڑوں کے حکم کے مطابق اور پھر انگلم کو پکڑ کر لے جاؤں گا۔"

صوفہ دروازے کے سامنے پڑا تھا۔ مارکوس عمران کے قریب بیٹھا اپنے کوٹ کو خوف زدہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔ دستِ قضا کمرے میں داخل ہو کر سامنے پڑے ہوئے کوٹ میں پیوست ہو چکا تھا۔ عمران کا بریف کیس کھلا اور اس سے ایک سیاہ رنگ کا ڈبہ نکل کر دستِ قضا کے مقابل فضا میں بلند ہوگیا۔ پھر مارکوس کی سمجھ میں نہ آسکا کہ کس طرح انگلم کے لاسلکی حربے کے پرخچے اُڑ گئے تھے۔ ڈبہ پھر بریف کیس میں واپس چلا گیا۔ عمران نے اُسے بند

کرتے ہوئے مارکوس سے کہا۔ ”ایک حکم کی تعمیل ہوگئی۔ ابھی دوسرا باقی ہے۔ اچھا اب تم جیفرے یا اور کسی کے منتظر رہو۔ میں برابر والے کمرے میں جا رہا ہوں۔ لاسلکی حربے کی واپسی میں دیر لگے گی تو آپریٹر کا یہاں پہنچنا لازمی ہو جائے گا۔“ عمران بریف کیس سنبھالتا ہوا برابر کے کمرے میں چلا گیا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ قدموں کی چاپ سُنائی دی اور کسی کی زبان سے ”ارے“ نکلا۔ پھر عمران نے مارکوس کی آواز سُنی جو آنے والے پر برس پڑا تھا۔

”یہ دیکھو! اگر یہ کوٹ میرے جسم پر ہوتا تو میرا کیا حشر ہوتا؟“

”میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہہ رہے ہو؟“ دُوسری آواز۔

”لاسلکی حربہ۔“

”کہاں ہے؟“ بے ساختہ پُوچھا گیا۔

اس کے جواب میں مارکوس نے قہقہہ لگایا تھا۔

”کیا بات ہے، صاف صاف کہو۔“

”اُسے اُٹھائی گیروں نے تباہ کرا دیا۔“

”بکواس مت کرو۔“

اتنے میں عمران وہاں پہنچ چکا تھا۔ کسی تیسرے کی موجودگی نے جیفرے کو بوکھلا دیا۔

”یک یک... کون ہے؟“

”مسٹر لیوکاس... اُٹھائی گیروں کے ایجنٹ... مڈگاسکر سے آئے ہیں۔“

جیفرے نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالا تھا۔

”تو اس سے کیا ہوگا؟“ عمران نے بے پروائی سے کہا۔

”بتاؤ۔ لاسلکی حربہ کہاں ہے؟“ وہ ریوالور کو جنبش دے کر دہاڑا۔ ”بتاؤ ورنہ تم دونوں کو ختم کر دوں گا۔“

”تم انگلم کے لیے تنظیم سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہو۔ میں تمہیں ضرور سزا دوں گا۔“

عمران ایک قدم آگے بڑھتا ہوا بولا۔

”میں فائر کر دوں گا۔“

”ضرور کر دو۔“ وہ پھر آگے بڑھا۔

اور سچ مچ جیفرے نے فائر جھونک مارا۔

عمران نے قلابازی کھائی اور اسی طرح گر کر پھر نہ اُٹھا۔

”ٹھہرو! تم کہاں چلے؟“ جیفرے نے مارکوس کو للکارا۔

مارکوس جو دوسرے کمرے کی طرف بڑھا تھا رُک گیا اور ڈر کر اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھا دیے۔ جیفرے نے جھپٹ کر بائیں ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑا اور جھنجھلا دیتا ہوا دہاڑا۔ ”لاسلکی حربہ کہاں ہے؟“

”لل... لیوکاس نے تباہ...“

وہ جملہ پُورا نہیں کر پایا تھا کہ جیفرے اُچھل کر دُور جا پڑا اور اب اس کا ریوالور عمران کے ہاتھ میں تھا۔ عمران ریوالور مارکوس کو دیتا ہوا جیفرے کی طرف بڑھا۔ وہ دوبارہ اُٹھ رہا تھا لیکن عمران کی ٹھوکر پیشانی پر پڑی اور وہ کراہ کر ڈھیر ہو گیا۔

”ٹھہرو... ٹھہرو...“ مارکوس آگے بڑھتا ہوا بولا۔ ”مار نہ ڈالنا۔ یہی ہمیں بتائے گا کہ ڈاکٹر کہاں ہے؟“

عمران نے جیفرے کا گریبان پکڑ کر اُٹھایا اور سیدھا کھڑا کر دیا۔ اس کے چہرے پر خون کی لکیریں تھیں۔ ٹھوکر سے پیشانی زخمی ہو گئی تھی۔

”مم... میں... نہیں جانتا۔ ڈاکٹر کہاں ہے؟“ وہ آستین سے چہرہ صاف کرتا ہوا بولا۔

”زندہ دفن کر دُوں گا۔“ عمران نے کہتے ہوئے اُس کے پیٹ میں گھونسا مارا اور وہ پیٹ پکڑے ہوئے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

پانچ چھ منٹ تک وہ دوبارہ گفتگو کرنے کے قابل نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے بعد اس نے اعتراف کیا کہ انگلم نے مارکوس کو اس کے پاس اسی لیے بھیجا تھا کہ اس کے کوٹ میں لاسلکی حربے کا ریسیور لگا دیا جائے۔

”حربے کا کنٹرولنگ آپریٹس کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”میری گاڑی میں۔“ جیفرے نے جواب دیا۔

”گاڑی کہاں ہے؟“

”باہر...“

”اب انگلم کے بارے میں بتاؤ۔“

”میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے مجھے فون پر ہدایات دی تھیں۔“

”کیا تم جانتے ہو کہ نکولس کہاں ہے؟“ مارکوس نے پوچھا۔

”انگلم نے فون پر بتایا تھا کہ وہ عمران کے ہاتھوں مارا گیا اور اب وہ موجودہ رہائش گاہ کو چھوڑ کر کہیں اور مقیم ہے!“

”لاسلکی حربہ ہمیشہ تمہاری تحویل میں رہا ہے؟“ عمران نے سوال کیا۔

”ہاں اور اب وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔“

”کیوں؟“

”وہ اس کے ضائع ہو جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔“

”اچھی بات ہے تو پھر میں ہی تمہیں مار ڈالوں گا۔“ عمران مغموم لہجے میں بولا۔ ”اس نالائق کے ہاتھوں کیوں مرو!“

دفعتاً باہر سے کسی گاڑی کی آواز آئی اور مارکوس دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران جیفرے کو گھورے جا رہا تھا۔ مارکوس باہر نکل گیا تو اس نے آہستہ سے کہا۔ ”بہتری اسی میں ہے کہ مجھے انگلم کا پتا دو۔“

”وہ اتنا احمق نہیں ہے کہ آسانی سے ہاتھ آ جائے۔ کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے اُس نے خود ہی نکولس کو قتل کر دیا ہو۔“

”اچھی بات ہے اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھ سے تعاون کرو۔ ورنہ جس طرح اُس نے مارکوس کا خاتمہ کر دینا چاہا تھا۔ اسی طرح تمہیں بھی اپنے خلاف ایک شہادت تصور کر کے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرے گا۔“

”میں سمجھتا ہوں۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ یہاں سے فرار ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن لاسلکی حربہ تمہاری ہی تحویل میں نہیں چھوڑ جائے گا۔ اس کے حصول کے لیے تم سے ضرور رابطہ قائم کرے گا۔“

”یہ بھی درست ہے۔“

”اس لیے یہ بے حد ضروری ہے کہ میں ہر وقت تمہارے قریب رہوں۔“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“

اتنے میں مارکوس واپس آگیا۔

”کون تھا؟“ عمران نے پوچھا۔

”سیکرٹری تھی! میں نے اُسے پھر ایک جگہ بھیج دیا ہے وہ دو گھنٹے سے پہلے واپس نہ آسکے گی۔“

”ٹھیک ہے! اچھا اب تم جیفرے کی مدد کرو تاکہ وہ اپنا حلیہ درست کر سکے۔ میں اس کے ساتھ جاؤں گا اور تم اپنے قیام ہی تک محدود رہنا۔ فون پر کوئی کال آئے تو گھنٹی بجنے دینا ریسیور نہ اُٹھانا۔“

جیفرے کی مرہم پٹی ہو جانے کے بعد مارکوس نے کافی بنائی اور تینوں بیٹھ کر کافی پینے لگے۔ کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری تھا۔

عمران نے سب سے پہلے لاسلکی حربے کے کنٹرولنگ اپریٹس پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد جیفرے اپنی گاڑی میں روانہ ہوا تھا اور عمران کی گاڑی اس کے پیچھے تھی۔ جیفرے اُسے نکلنے پر لایا۔ اس کا قیام شہر ہی کی ایک جدید ترین عمارات والی بستی میں تھا۔

◆

ڈائمنڈ بیچ کے ہٹ نمبر تین سو گیارہ سے ایک مرد اور ایک برقع پوش عورت برآمد ہوئی۔ اتنی زیادہ پردہ نشین معلوم ہوتی تھی کہ نقاب میں بھی کہیں کوئی ایسی جھری نہیں تھی جس سے چہرے کی رنگت ہی کا اندازہ ہو سکتا۔ ہاتھوں میں سفید دستانے تھے اور پیروں میں ایسے جوتے جن سے پیروں کی رنگت بھی نہ ظاہر ہو سکے۔ مرد شلوار اور شیروانی میں تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دیہی رئیس اپنی بے حد پردہ والی بیوی کو شہر دکھانے لایا ہو۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور ٹیکسی چل پڑی۔ صفدر اپنی گاڑی میں اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ جیبی ٹرانسمیٹر پر اس نے ایکسٹو کو اس تعاقب کی اطلاع دی۔ ٹیکسی اس ڈاک کے قریب پہنچ کر رکی جہاں سے ساحلی تفریح گاہوں کے لیے اسٹیمر چھوٹا کرتے تھے۔ صفدر نے انہیں ایک اسٹیمر پر سوار ہوتے دیکھا۔ ان اسٹیمروں ہی پر بکنگ آفس ہوا کرتے تھے جن سے مسافروں کو فوری طور پر ٹکٹ مل جاتے تھے۔ صفدر نے پھر جیبی ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو اطلاع دی۔ ”وہ ڈائمنڈ بیچ کے ڈاک سے ’انجو‘ نامی اسٹیمر پر سوار ہوئے ہیں۔ میں اپنی گاڑی ڈاک کے قریب چھوڑ کر اسٹیمر پر جا رہا ہوں۔ گاڑی کی کنجی ڈرائیونگ سیٹ کے نیچے چھوڑے جا رہا ہوں... اوور... اینڈ آل۔“

اس کے بعد وہ اسٹیمر پر پہنچا تھا۔

ایک جگہ وہ دونوں بیٹھے نظر آئے۔ صفدر ان کے پیچھے والی نشست پر جا بیٹھا۔ اس نے اسٹیمر کے آخری اسٹیج کا ٹکٹ خریدا تھا۔ اسٹیمر حرکت میں آیا۔ عورت اور مرد بالکل خاموش تھے۔ پُورے سفر کے دوران اُن میں کسی نے دُوسرے کو مخاطب نہیں کیا تھا۔ وہ فیدر پوائنٹ پر اُترے تھے۔ یہاں بھی ساحل پر ہٹوں کی ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ وہ دونوں کچھ دُور پیدل چل کر ایک ہٹ میں داخل ہوئے۔ ہٹ مقفل نہیں تھا۔ دستک دینے پر دروازہ کھلا تھا اور صرف عورت کے داخل ہو جانے پر دوبارہ بند ہو گیا۔ مرد باہر ہی سے پھر ساحل کی طرف پلٹ پڑا۔

صفدر سوچ میں پڑ گیا کہ اب اُسے مرد کا تعاقب کرنا چاہیے یا وہیں ٹھہر کر ایکسٹو کو اطلاع دینی چاہیے۔

پھر مرد کو غیر اہم قرار دے کر اس نے عورت ہی کی نگرانی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔

کچھ دیر بعد وہ جیبی ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے کہہ رہا تھا۔ "وہ برقع پوش عورت کو ہٹ نمبر ستائیس پر چھوڑ کر خود کہیں اور چلا گیا ہے۔ اس ہٹ میں کوئی پہلے سے موجود تھا۔ جس نے دستک دینے پر دروازہ کھولا تھا... اوور..."

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "تم نے وہیں ٹھہر کر عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ عورت کا ساتھی غیر اہم تھا۔ ڈائمنڈ بیچ کے ہٹ نمبر تین سو گیارہ میں اب کوئی نہیں ہے۔ مقفل کر دیا گیا ہے۔ بقیہ لوگ بھی تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل۔"

صفدر نے اطمینان کا سانس لیا۔

*

عمران جیفرے کو گھورے جا رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر انگلم کی کال ہو تو کہہ دینا کہ مارکوس کا کام تمام کر دیا۔"

جیفرے کے چہرے سے ناگواری مترشح تھی۔ اس نے اٹھ کر کال ریسیو کی۔

"ہاں... ڈاکٹر..." وہ کہہ رہا تھا۔ "کوئی دشواری پیش نہیں۔ اچھا۔ اچھا۔ بہت اچھا۔ لیکن اس میں کم از کم تین گھنٹے صرف ہوں گے۔ ایک ضروری کام میں الجھ گیا ہوں۔ اچھا۔ اچھا۔"

ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

"کس کام میں تین گھنٹے لگیں گے؟" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس تک لاسکی حربہ پہنچانے میں۔"

"کہاں پہنچانا ہے؟"

جیفرے کے چہرے سے بدحواسی مترشح تھی۔ وہ چند لمحے عمران کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔

"اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"بیٹھ جاؤ۔" عمران نے ہاتھ ہلا کر نرم لہجے میں کہا۔

جیفرے بیٹھ گیا۔ اس کے پیر کانپ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "ویسے بھی مجھے مرنا ہی ہے کیونکہ اب لاسکی حربہ کہاں سے فراہم کروں گا۔"

"تم مجھے بتاؤ کہ لاسکی حربہ کہاں پہنچانا ہے؟"

"فیدر ریوانٹ کے ہٹ نمبر ستائیس میں۔"

"فرض کرو تم یہیں اپنے گھر میں بیٹھے رہو۔ اس کے حکم کی تعمیل نہ کرو تو کیا ہو گا؟"

"اب تو جو کچھ میں نے سوچا ہے وہی ہو گا۔" جیفرے اٹھتا ہوا بولا۔ چہرے پر پائی جانے والی سراسیمگی کافور ہو چکی تھی۔ اس کی بجائے آنکھوں میں کسی اٹل ارادے کی جھلکیاں تھیں۔ عمران بغور اس کا جائزہ لیتا رہا۔

دفعتاً جیفرے بولا۔ "مجھے خوشی ہے کہ مارکوس کے قتل کا مرتکب نہ ہو سکا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کون ہو! یہ میری خصوصیت ہے کہ لوگوں کو ان کی چال کے انداز سے پہچان لیتا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔" عمران نے بے پروائی سے کہا۔ "میں بہرحال آٹھ بڑوں کا ایجنٹ ہوں۔"

"اگر تم نہ ہو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں اپنی تنظیم سے متنفر ہو چکا ہوں۔"

"تو پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ میں یہاں آٹھ بڑوں کا مستقل ایجنٹ ہوں۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ ابھی ثابت کیے دیتا ہوں۔ مارکوس نے یونہی خواہ مخواہ مجھ سے تعاون نہیں کیا تھا۔"

عمران نے لاسکی حربے کا کنٹرولنگ آپریٹس سامنے والی میز پر رکھ دیا اور اپنا بریف کیس کھول کر اپنے حربے کے کنٹرولنگ آپریٹس کا سوئچ آن کیا۔ بریف کیس سے سیاہ رنگ کا وہ ڈبہ برآمد ہوا جس میں الیکٹرونکس پوشیدہ تھا۔ ڈبا لاسکی حربے کے کنٹرولنگ آپریٹس کی سطح تک بلند ہوا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پرخچے اڑ گئے۔ جیفرے بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

سیاہ ڈبا اتنی دیر میں عمران کے بریف کیس میں واپس پہنچ چکا تھا۔ وہ اس کا ڈھکنا بند کرتا ہوا بولا۔ "دیکھا تم نے؟"

"تت تم نے اسے بھی تباہ کر دیا۔"

"مجھے یہی حکم ملا تھا کہ اسے مکمل طور پر تباہ کر دو۔"

"اور... یہ۔" جیفرے نے عمران کے بریف کیس کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ آٹھ بڑوں کی امانت ہے۔ ورنہ یہاں کون ہے! جو اس قسم کی کوئی چیز ایجاد کر سکے۔"

"ہم۔ مجھے یقین آ گیا۔ شاید اسی لیے انگلم تمہیں ختم کر دینا چاہتا ہے۔ اگر اسے علم ہو جائے کہ کنٹرولنگ آپریٹس بھی تباہ کر دیا گیا تو وہ پاگل ہو جائے گا۔ اب وہ ہاتھ بھی بیکار ہو گیا جو گلا گھونٹ دیتا تھا لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم آٹھ بڑوں کے ایجنٹ کیسے بن گئے جب کہ تنظیم تمہارے ملک کے مفاد میں کام نہیں کر رہی۔"

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"تم کیا سمجھتے ہو؟"

"ان کا جھگڑا یہاں کی ایک عیسائی جماعت سے ہے۔"

"قطعی نہیں۔ انگلم محض ایک عورت کے لیے ان لوگوں سے جھگڑا بیٹھا ہے... ریناولیز طغرل آتاشی کی پرسنل اسسٹنٹ تھی... اس سے انگلم کا جھگڑا ہوا تھا اور جھگڑے کا باعث ریناولیز ہی تھی۔ صرف میں اور مارکوس اس راز سے واقف ہیں۔ دوسروں کو انگلم نے یہی باور کرایا ہے کہ وہ آٹھ بڑوں کے حکم سے ان لوگوں کا خاتمہ کر رہا ہے۔ ہم دونوں کو انگلم کے تحت کام کرنے والے دوسرے ممبر نہیں جانتے۔"

"لیکن نکوس کو مارکوس ہی نے انگلم تک پہنچایا تھا۔" عمران بولا۔

"نکوس اسرائیل سے آیا تھا اور مارکوس سے اس کی ذاتی واقفیت تھی۔ بہرحال انگلم راستے سے ہٹ گیا تھا۔"

"ہمارے ملک کو کس طرح نقصان پہنچایا جا رہا تھا۔"

"ایک پڑوسی ملک کے لیے جاسوسی جو تمہارے خلاف بڑے پیمانے پر فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔"

"اوہ۔" عمران کی آنکھوں سے فکرمندی مترشح ہو رہی تھی۔

"اب کیا خیال ہے؟"

"سوچنا پڑے گا۔"

"مجھے سچ مچ صیہونی ہتھکنڈوں سے نفرت ہو گئی ہے۔ مجھ جیسے بہت سے یہودی پرامن بقائے باہمی پر ایمان رکھتے ہیں۔ دنیا میں صیہونی بالادستی کے خواب نہیں دیکھتے اور پھر تمہارے ملک میں اتنے دن گزارنے کے بعد مجھے اسلامی اخلاقی قدروں سے بے حد لگاؤ ہو گیا ہے۔"

"اس کے باوجود بھی تم مارکوس کو ختم کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔"

"ہرگز نہیں! میں صرف اسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ انگلم اس کی زندگی کا خواہاں ہے۔ زبانی سمجھانے پر بات ذہن نشین نہ ہوتی۔ میں نے اس کے کوٹ میں ایسا ریسیور لگایا تھا، جو لاسکی حربے کو اس کے جسم سے ایک بالشت کے فاصلے پر روک دیتا۔ اور میں اندر آ کر اسے بتاتا کہ یہ حملہ حقیقتاً اسے ختم ہی کر دینے کے لیے تھا۔"

"پھر تم خود ابھی کیوں اندر نہیں آئے تھے؟"

"میں الجھن میں پڑ گیا تھا۔ لاسکی حربے کے تباہ ہوتے ہی کنٹرولنگ آپریٹس میں بالکل نئی تبدیلیاں پیدا ہوئی تھیں۔"

"خیر۔ تو اب کیا ارادہ ہے؟"

"پہلے تم اعتراف کرو کہ آٹھ بڑوں کے ایجنٹ نہیں ہو۔ اس کے بعد ہی کوئی بات ہو سکے گی۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں پر بھی گہرے تفکر کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "تم کوئی بات کرو یا نہ کرو۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے! لاسکی حربہ میں تباہ کر چکا۔ اب انگلم سے بھی نپٹ لوں گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے مرعوب ہو گیا ہوں۔ خیر دیکھوں گا۔ اچھا۔ اچھا... میں چلا۔"

اس نے اٹھ کر اپنا بریف کیس سنبھالا تھا۔

"ٹھہرو... اب مجھے تنہا نہ چھوڑو۔"

"پھر کیا کروں! تمہارے لیے۔ جب تک انگلم کا تصفیہ نہیں کر لیتا۔ میں یقیناً آٹھ بڑوں کا ایجنٹ ہوں۔ اس کے بعد دیکھوں گا کہ تنظیم میرے ملک کے خلاف کیا کر رہی ہے؟"

"سنو! انگلم کے دوسرے ماتحت مجھے اور مارکوس کو نہیں جانتے۔ ہو سکتا ہے کچھ ایسے بھی ہوں جنہیں ہم نہ جانتے ہوں۔"

"ہاں۔ آں۔ اس کا امکان ہے۔"

"میری دانست میں وہ ہمیشہ سے تنظیم کی بجائے اپنے ذاتی مفاد کا زیادہ خیال رکھتا رہا ہے۔"

"تو پھر... میں..."

"میری پوری بات سنو۔ اگر تین گھنٹے کے اندر لاسکی حربہ اس تک نہ پہنچا تو شاید میں ختم کر دیا جاؤں۔ اس لیے اب میں تمہارے ہی ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن کیوں نہ ہم ایسا ہی ایک ہینڈ بیگ بازار سے خرید لیں جس میں لاسکی حربہ اپنے کنٹرولنگ آپریٹس سمیت رکھا جاتا تھا۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"تم وہی لے کر فیدر ریوانٹ چلو۔ باقی سب کچھ میں دیکھ لوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔" جیفرے نے طویل سانس لی۔

◆

صفدر اپنے ساتھیوں کا منتظر ہی تھا کہ ایک بار پھر ہٹ نمبر ستائیس کا دروازہ کھلا۔ باہر اندھیرا پھیل چکا تھا۔ اس لیے وہ ہٹ سے برآمد ہونے والوں کی شکلیں تو نہ دیکھ سکا لیکن دو افراد اسے نظر آئے تھے جو قریب ہی کھڑی ہوئی ایک گاڑی پر بیٹھے تھے

اور گاڑی مغرب کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔

صفدر بے بسی سے ہاتھ ملتا رہ گیا۔ کچھ دُور دوڑا بھی تھا۔ آس پاس کوئی دُوسری گاڑی نہیں دکھائی دی تھی۔ پتا نہیں اب ہٹ نمبر ستائیس بالکل خالی تھا یا ابھی کچھ اور لوگ اس میں موجود تھے۔ قصور اس کے ساتھیوں کا بھی نہیں تھا۔ وہ اتنی جلدی فیدر پوائنٹ نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اندھیرے میں وہ اس چٹان کو گھورتا رہا جو کسی پرندے کے پَر کی طرح پانی میں جھکی ہوئی تھی۔ اسی چٹان کی وجہ سے یہ ساحلی تفریح گاہ فیدر پوائنٹ کہلاتی تھی۔ صفدر پھر ہٹ کے قریب واپس آ گیا۔ اس کی کوئی کھڑکی روشن نہیں تھی اور اب تو وہاں اتنا اندھیرا پھیل گیا تھا کہ برآمدے کی کوئی شے بھی نظر نہیں آ سکتی تھی۔ پھر ایسے میں کیا پتا چل سکتا کہ اب ہٹ میں کوئی موجود ہے یا وہ بالکل ویران ہو چکا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک گاڑی وہیں آ کر رُکی۔ صفدر یہ سمجھ کر آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ شاید اس کے ساتھی آ گئے ہیں۔ وہ آدمی گاڑی سے اتر کر برآمدے کی تاریکی میں گم ہو گئے۔ صفدر دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ اس نے دروازے پر دستک کی آواز سُنی۔

"کون؟" کسی نے اندر سے پوچھا۔

"جیفرے۔" غالباً جواب میں کہا گیا۔

اس کے بعد ہی کھڑکیوں میں مدھم سی روشنی نظر آئی تھی۔ کھڑکیوں پر موٹے پردے پڑے ہوئے تھے۔ دروازہ کھلا اور بند ہو گیا۔

⁂

جیفرے کے پیچھے عمران تھا۔ دونوں ہٹ نمبر ستائیس میں داخل ہوئے۔ دروازہ بند کر کے تیسرا آدمی اُن کی طرف مُڑا لیکن یہ انگھم نہیں تھا۔ عمران جیفرے کے متعلق بھی اندازہ نہ کر سکا کہ اُن دونوں کے درمیان شناسائی رہی ہو۔ یہ آدمی بھی غیر ملکی تھا۔

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ تم تنہا آؤ گے۔" اُس نے جیفرے سے کہا۔

"میرا ایک مقامی دوست ہے۔ ابھی ابھی ملاقات ہوئی۔ ساتھ ہو لیا۔"

"اسے کچھ دیر کے لیے باہر بھیج دو۔"

"اور تم یہاں میرے دوست کو مار ڈالو۔۔۔ کیوں؟" عمران بول پڑا۔

"کیا مطلب؟ یہ کیا کہہ رہا ہے؟" اس آدمی نے جیفرے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

دفعتہً عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ بیٹھا۔ پھر اُس نے اس کی جیب سے سائیلنسر لگا ہوا پستول برآمد کر لینے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

جیفرے نے اس کے ہاتھ پُشت پر باندھ دیے۔

عمران نے اُسے کرسی پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "انگھم تنظیم سے غداری کر کے نہیں رہ سکتا۔"

"تت۔۔۔ تم کون ہو؟" اجنبی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"تم اسے پہچانتے ہو؟" عمران نے اُس کی طرف توجہ دیے بغیر جیفرے سے پوچھا۔

"نہیں۔"

"تمہارا اندازہ درست تھا۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "ہینڈ بیگ وصول کر کے یہ تمہیں گولی مار دیتا۔"

اجنبی کرسی پر پڑا ہانپ رہا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے؟" جیفرے اُسے گھورتا ہوا دہاڑا۔

لیکن اجنبی نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے ہاتھ اُٹھا کر جیفرے کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اجنبی سے بولا۔ "تم سے ہینڈ بیگ وصول کر کے وہ تمہیں بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ خوش قسمت ہو کہ میں اس وقت یہاں موجود ہوں۔"

"تت۔۔۔ تم۔۔۔ کون ہو؟"

"آٹھ بڑوں کا نمائندہ۔۔۔ انگھم کو غداری کی سزا دینے کے لیے متعین کیا گیا ہوں۔"

"کیسی سزا۔۔۔ کس لیے؟"

"وہ تنظیم سے غداری کا مرتکب ہوا ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھ سے تو یہ کہا گیا ہے کہ اس شخص سے ایک ہینڈ بیگ وصول کر کے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دُوں۔ اس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ اس نے تنظیم سے غداری کی ہے۔"

جیفرے انگھم کو گالیاں دینے لگا۔

"انگھم کہاں ہے؟" عمران نے اجنبی سے سوال کیا۔

اجنبی نے سختی سے ہونٹ بند کر لیے۔ عمران نے جیب سے چاقو نکال کر کھولا اور کڑکڑاہٹ کی آواز کمرے کے سناٹے میں گونج گئی۔

"میں تمہارے جسم سے اُس وقت تک گوشت کاٹتا رہوں گا جب تک کہ تم انگھم کا پتا نہ بتا دو۔" عمران نے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔"

"بتاؤ؟" عمران دہاڑ کر اس کی طرف جھپٹا۔

"ٹھہرو۔"

عمران اس کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔

"وہ اس وقت 'نووال' نامی کارگو جہاز پر موجود ہے۔ مجھے ٹھیک ساڑھے نو بجے اس تک یہ ہینڈ بیگ پہنچانا ہے۔"

عمران نے گھڑی دیکھی۔ ساڑھے آٹھ بجے تھے۔

"نووال کہاں ہے؟"

"کھلے سمندر میں۔ ایک تیز رفتار لانچ مجھے نووال تک پہنچائے گی۔"

"لانچ اس وقت کہاں ہے؟"

"اسی ڈاک پر۔۔۔ سی ہاک نام ہے۔"

"کیا تم بھی انگھم کے ساتھ سفر کرو گے؟"

"ہاں میں اس کے ساتھ جاؤں گا۔"

"اس کے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں؟"

"اس کی سیکرٹری اور میرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔"

"اگر مقررہ وقت سی ہاک نامی لانچ تک نہ پہنچ سکو تو کیا ہو گا؟"

"وہ روانہ ہو جائے گی اور نووال کے قریب پہنچ کر یہ اطلاع دے گی کہ میں مقررہ وقت تک نہیں پہنچ سکا۔"

"اس کے بعد کیا ہو گا؟"

"میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد کیا ہو گا؟"

دفعتہً جیفرے آگے بڑھا اور عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اُسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے الگ چلنے کا اشارہ کیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ سی ہاک نامی کوئی کشتی ڈاک پر موجود ہو۔"

"فکر نہ کرو۔ دیکھیں گے۔" عمران نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔ پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر ہٹ سے باہر چلا گیا تھا۔

اجنبی جیفرے کو خونخوار نظروں سے گھورنے جا رہا تھا۔

"کیوں؟" دفعتہً اُس نے کہا۔ "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"جو ہمارا دل چاہے گا۔"

اجنبی نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "تم اب بھی نہیں بچ سکو گے۔ موت تمہارا مقدر ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر بچہ نہیں ہے تم دیکھ لینا۔"

*

عمران کو علم تھا کہ اس کے ماتحتوں میں صفدر یقینی طور پر کہیں آس پاس ہی موجود ہو گا کیونکہ اُس نے فیدر پوائنٹ پہنچنے تک بلیک زیرو سے رابطہ قائم رکھا تھا اور اُسے پل پل کی خبریں ملتی رہتی تھیں۔ باہر نکل کر اُس نے اپنے مخصوص انداز میں سیٹی بجائی، اور ایک سایہ بڑی تیزی سے اُس کے قریب آ پہنچا۔ یہ صفدر ہی تھا جو ہٹ کی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

"ہٹ کے اندر دو آدمی موجود ہیں۔ اگر اندر سے کوئی نکلنے کی کوشش کرے تو اُسے باز رکھنا۔" عمران نے کہا۔ "اگر باہر سے کوئی اندر جانے کی کوشش کرے تو اُسے پکڑ لینا۔ میں ذرا دیر کے لیے یہاں سے ہٹ رہا ہوں۔ دُوسرے بھی پہنچ گئے یا نہیں؟"

"سب آ گئے ہیں۔ پچھلی طرف کی کھڑکیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ اُنہیں بھی اس سے آگاہ کر دو۔"

صفدر کو ہدایات دے کر وہ ڈاک کی طرف آیا۔ یہاں سی ہاک نام کی کوئی کشتی موجود نہیں تھی پھر اس نے نووال نامی مال بردار جہاز کے متعلق چھان بین شروع کی لیکن پچھلے ماہ سے اس نام کا کوئی جہاز بندرگاہ میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اطلاع ملی تھی کہ مستقبل قریب میں اس نام کا کوئی جہاز بندرگاہ میں داخل ہونے والا ہے۔

اسی دوران اُس نے کسٹمز کی گشتی کشتیوں کے توسط سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ سو میل کے اندر کھلے سمندر میں کوئی جہاز موجود نہیں ہے۔ ساڑھے نو بجنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ جب ہٹ نمبر ستائیس کے قریب پہنچا اور یہاں لوگوں نے ایک لڑکی کو پکڑ رکھا تھا۔

"اس نے ہٹ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔" صفدر نے عمران کو بتایا۔ دُوسری طرف سے جوہان اس کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈال رہا تھا۔ یہ لڑکی بھی سفید فام تھی۔

"اس کے ہینڈ بیگ سے سائیلنسر لگا ہوا پستول برآمد ہوا ہے۔" صفدر نے اطلاع دی۔

عمران نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا ہٹ کے اندر لایا۔ جیفرے جو ایک کرسی پر بیٹھا اُونگھ رہا تھا۔ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

عمران نے جھپٹ کر براؤن رنگ کا سُوٹ کیس اٹھایا جس میں لاسلکی [illegible] اور کنٹرولنگ سسٹم کے وزن کے برابر پتھر بھرے ہوئے

تھے۔ اپنا بریف کیس اس نے پہلے ہی صفدر کی تحویل میں چھوڑا تھا۔ وہ لڑکی کو ڈائمنڈ بیچ ہی کے ایک ہٹ میں لایا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ ہٹ میں قدم رکھتے ہی لڑکی عمران پر ٹوٹ پڑی۔ اگر عمران ذرا سا چوکتا تو وہ شور بھی مچانا شروع کر دیتی۔ اس نے بڑی پھرتی سے اس کی کنپٹیوں پر مخصوص نوعیت کا دباؤ ڈالا تھا اور وہ بے جان سی ہو کر فرش پر گر پڑی تھی۔ اس کے بعد اس نے مختلف جگہوں پر رکھی ہوئی موم بتیاں روشن کیں اور لڑکی کے ہوش میں آنے کا منتظر رہا۔ اس میں تین منٹ سے زیادہ نہیں صرف ہوئے تھے۔ لڑکی نے آنکھیں کھولیں اور جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

"اب اگر کوئی احمقانہ حرکت کی تو تمہیں اسی طرح گولی مار دی جائے گی جس طرح تم اسے قتل کرنے والی تھیں۔"

"م... میں... قتل" وہ ہکلائی۔

"ہاں، سامنے والی کرسی پر بیٹھ جاؤ۔"

لڑکی نے چپ چاپ تعمیل کی۔

"تم اسے گولی مار کر یہ سوٹ کیس اپنے ساتھ ساحل پر لے جاتیں اور وہاں میں تمہیں گولی مار کر یہ سوٹ کیس اس تک پہنچا دیتا۔ یقین کرو۔ میں اس سلسلے کا آخری آدمی ہوں۔"

"نن... نہیں۔"

"یقین کرو۔ ریناولیمز اسے مل گئی ہے۔ اب اسے کسی کی بھی پروا نہیں۔"

"لل... ریناولیمز کو تو وہ بلیک سیلر کہیں نکال لے گیا ہے۔ پولیس اس کی تلاش میں ہے۔"

عمران نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ریناولیمز اسی کے ساتھ ہے اور اب وہ اس سمیت اپنے جزیرے کی طرف فرار ہو رہا ہے۔ یقین کرو لڑکی اس وقت میں نے تین زندگیاں بچائی ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس سوٹ کیس میں کیا ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔"

"میں تمہیں دکھاتا ہوں۔" عمران نے کہا اور سوٹ کیس کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"ارے یہ تو پتھر کے ٹکڑے ہیں۔" لڑکی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کچھ لوگوں سے ہمیشہ کے لیے پیچھا چھڑانے کا ایک حیرت انگیز طریقہ۔"

اس نے لڑکی کے چہرے پر بہت زیادہ سراسیمگی کے آثار دیکھے۔

"اس نے ریناولیمز کے لیے اب تک کئی قتل کیے ہیں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگی۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔ کچھ دیر کے بعد آگے بڑھا اور اس کا شانہ تھپک کر پرشفقت لہجے میں بولا۔ "برداشت کرو۔ میں اچھے دلوں والوں کا کر تنظیم کے وفادار کیسے ہوتے ہیں۔"

وہ سر اٹھا کر چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "ہاں یہ حقیقت ہے کہ وہ تنظیم سے باغی ہو چکا ہے اور اب اپنے جزیرے میں پناہ لے گا جہاں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن ریناولیمز آج شام تک ریناولیمز اسی ہٹ نمبر ستائیس میں اس کے ساتھ تھی۔ وہ اسے مقامی عورتوں کی طرح برقعے میں یہاں سے لے گیا تھا۔"

"برقعے میں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں... ہاں..."

وہ مٹھیاں بھینچ کر دانت پیستی ہوئی بولی۔ "میں دیکھوں گی۔ دونوں کو۔"

"بیٹھ جاؤ... اب اس کے خلاف ہم دو ہو گئے ہیں۔"

"میں نے اس فشنگ ٹرالر پر ایک برقع پوش عورت دیکھی تھی۔"

"کس فشنگ ٹرالر پر...؟"

"یہاں سے چار فرلانگ کے فاصلے پر۔ کراؤن نامی مجھے یہ ہینڈ بیگ اسی ٹرالر پر پہنچانا تھا۔ پھر کل میں اور ڈاکٹر یہاں سے جزیرے کے لیے روانہ ہو جاتے۔"

کیا وہ اسی ٹرالر پر موجود ہے؟"

"ہاں جب میں آئی ہوں تو وہ ٹرالر پر موجود تھا۔ برقع پوش عورت کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ وہ ریناولیمز ہوگی۔ میں اسے کوئی مقامی عورت سمجھی تھی۔ ٹرالر ہی کے عملے کے کسی آدمی کی عورت۔"

"اچھی بات ہے۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "تم یہ سوٹ کیس اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو۔"

"کہاں چلوں؟"

"اسی ٹرالر تک... خوفزدہ ہونے کی اب کوئی وجہ نہیں! میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"ریناولیمز سے پہلے وہ صرف میرا تھا۔"

"یہ بھی خوش فہمی ہے تمہاری۔ جب وہ صرف تمہارا تھا، اس وقت بھی مختلف مقامات پر کئی دوسری عورتیں بھی یہی دعویٰ رکھتی تھیں۔"

"تم اس کے بارے میں یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو؟ میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"میں تنظیم میں دس چہروں والا کہلاتا ہوں یا آخر ترے مجھے جانتے ہیں یا انگھم۔"

"دس چہروں والے سے کیا مراد ہے؟"

"دس طرح کے بہروپ! ابھی کچھ نظر آ رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد کچھ نظر آؤں گا۔ ویسے میں انگھم سے زیادہ خوب صورت ہوں۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" لڑکی نے جھنجھلا کر کہا۔ "چلو میں جلد از جلد اس قصے کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ دونوں باہر نکلے تھے۔ ہٹ نمبر ستائیس کے قریب سے گزرتے ہوئے عمران نے صفدر کو ہدایت دی کہ وہ خود وہیں موجود رہے اور دونوں قیدیوں کو سائیکو مینشن کی حوالات میں منتقل کرا دے۔ پھر وہ لڑکی سمیت ساحل کے اس حصے کی طرف چل پڑا تھا جہاں مبینہ ٹرالر لنگر انداز تھا۔ لڑکی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ اس لیے عمران کو بھی اپنی دانست میں رینگنا پڑ رہا تھا۔ کسی نہ کسی طرح وہ اس جگہ پہنچے جہاں کی نشاندہی لڑکی نے کی تھی لیکن اس بار کوئی ٹرالر نہ دکھائی دیا۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔

دفعتہً لڑکی نے عمران کا بازو پکڑ کر کہا۔ "تم کہاں سے آئے ہو؟"

"بہت دیر میں تم نے یہ سوال کیا۔" عمران ہنس کر بولا۔ "میں شہر میں تھا۔ اس نے فون پر مجھے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکی ہٹ [illegible] برآمد ہوگی۔ اس کے ہاتھ میں براؤن رنگ کا سوٹ کیس ہوگا۔ اسے ٹھکانے لگا کر سوٹ کیس حاصل کر لینا جسے میں کل کسی وقت منگواؤں گا لیکن میں مقررہ وقت سے پہلے ہی یہاں پہنچ کر اس کی اصل اسکیم سے واقف ہو گیا۔ اس طرح تین زندگیاں بچا سکا۔"

پھر وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عمران نے اس کا شانہ دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

"دیکھو۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں یہیں تمہارے قریب موجود ہوں۔ کوئی آ رہا ہے۔" وہ بڑی پھرتی سے اس کے پیچھے لیٹ گیا۔

قدموں کی چاپ تھوڑے فاصلے پر تھم گئی اور کسی نے آہستہ سے کہا۔ "گلوریا! کیا تم ہو؟"

"ہاں۔ میں ہوں۔ تم کون ہو؟" عمران نے لڑکی کی آواز سنی۔

"میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ کیا سوٹ کیس تمہارے پاس موجود ہے؟"

"ہاں۔ لیکن تم کون ہو؟"

عمران نے اس سائے کو لڑکی کے قریب آتے دیکھا لیکن ان دونوں کا فاصلہ مزید کم ہوتا عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی۔

حملہ غیر متوقع تھا۔ اس لیے وہ منہ سے ہلکی آواز نہ نکال سکا پھر جب وہ اسے چھوڑ کر ہٹا تو اس کا شکار بے ہوش ہو چکا تھا۔

"یہ... کک... کیا ہو رہا ہے؟" لڑکی ہکلائی۔

"اب دیکھو۔ یہ کون ہے؟" عمران نے پنسل ٹارچ کی روشنی شکار کے چہرے پر ڈالی۔

"میں نہیں جانتی۔" جواب ملا۔

عمران نے اس شخص کے پاس سے ایک بڑا سا چاقو برآمد کیا اور لڑکی سے بولا۔ "تم نے دیکھا گلوریا۔ یہ آخری حربہ تھا اگر تم مجھ سے بچ نکلتیں تو یہ تمہیں قتل کر دیتا۔"

"م۔ مگر۔ وہ ٹرالر... کہاں گیا؟"

"یہی بتائے گا۔"

اس کے بعد عمران نے اس کے دونوں ہاتھ اسی کی ٹائی سے باندھے تھے اور اسے ہوش آنے سے پہلے ہی اس نے اٹھا کر بٹھا دیا۔ یہ کوئی مقامی آدمی تھا۔ ہوش جلد ہی آ گیا تھا۔ عمران نے اس کے چاقو کی نوک اسی کی گردن پر رکھتے ہوئے فشنگ ٹرالر کراؤن کے متعلق استفسار کیا۔

"وہ کھلے سمندر میں ہے۔ دو گھنٹے پہلے یہاں سے چلا گیا۔"

"تمہیں کس گلوریا کے پاس کس نے بھیجا تھا؟"

"اسی صاحب نے جو ٹرالر پر تھا۔"

"کیوں بھیجا تھا؟"

"ایک شش... سوٹ کیس کے لیے۔"

پھر بڑی مشکل سے اس نے اعتراف کیا تھا کہ وہ اس سے سوٹ کیس لے کر اسے قتل کر دیتا۔

"سوٹ کیس کہاں لے جاتے؟"

"اسی ٹرالر پر پہنچاتا۔"

"کس طرح پہنچاتے؟"

"اپنی کشتی لے جاتا۔"

"کہاں ہے تمہاری کشتی؟"

"قریب ہی موجود ہے۔"

پھر آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر کئی گشتی کشتیوں کے ذریعے ٹرالر کو تلاش کرنے کی مہم شروع کر دی گئی لیکن اس کا سراغ کہیں نہ مل سکا۔ ویسے کئی دوسرے ٹرالر ملے تھے لیکن ان کے عملے سے بھی کراؤن کے بارے میں معلومات حاصل نہ کی جا سکیں۔ ملزم عمران کے محکمے کی حراست میں تھا۔ اسے ڈاکٹر انگھم کی طرف سے ایک ہزار روپے ملے تھے اور سوٹ کیس پہنچا دینے پر مزید

دو ہزار کا وعدہ تھا۔ رات کے دو بجے تھے جب وہ سائیکو مینشن واپس پہنچے۔ گلوریا بہت زیادہ پریشان تھی۔

"میں اسے اتنا ذلیل نہیں سمجھتی تھی" اس نے بہت دیر بعد زبان کھولی "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ شاکر نہیں چھپا دیا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اسے بر وقت علم ہو گیا ہو کہ اس کی سازش بے نقاب ہو چکی ہے"

"ممکن ہے" عمران کا مختصر سا جواب تھا۔ اسے دراصل اب یہ فکر تھی کہ جلد از جلد جیفرے اور مارکوس کو کیپٹن فیاض کے محکمے کے حوالے کر کے جوزف اور سلیمان کی گلو خلاصی کرائی جا سکے۔ جیفرے اور مارکوس ہی ان کی بے گناہی کے عینی شاہد تھے۔

بہر حال صبح ہوتے ہوتے اسے سر سلطان کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی کہ جوزف اور سلیمان گیارہ بجے تک رہا کر دیے جائیں گے۔ ناشتے کی میز پر وہ گلوریا کے ساتھ تھا لیکن گلوریا شاید اس لیے خاموش تھی کہ وہ اس کے لیے اب قطعی اجنبی تھا۔ اجنبی اس لیے تھا کہ اپنی اصلی شکل میں تھا۔

"تم بہت خاموش ہو" دفعتہً عمران نے اس سے کہا۔

"میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو؟ پھر تم سے کیا بولوں!" وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

"کیا میں نے پچھلی رات تمہیں نہیں بتایا تھا کہ لوگ مجھے دس چہروں والا کہتے ہیں"

"نہیں" وہ متحیرانہ انداز میں اٹھ گئی۔

"بیٹھو بیٹھو" عمران ہنس کر بولا۔ "یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ پچھلی رات میں ایک بوڑھے آدمی کے میک اپ میں تھا"

"مجھے اب کسی بات پر یقین نہیں آتا" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"اس پر یقین ہونا ہی چاہیے کہ وہ رینالڈ لیمز کو نکال لے گیا"

"میں دونوں کو جان سے مار دینا چاہتی ہوں"

"مجھے اس کے جزیرے تک لے چلو۔ تمہاری یہ خواہش پوری کر دوں گا"

"تم نہیں جانتے؟"

"انگھم کے کتنے ساتھی جانتے ہیں"

"ہاں وہ بہت زیادہ چالاک ہے۔ میں یونان کے قریب تک رہنمائی کر سکوں گی لیکن میرے خدا وہ ... جزیرہ"

"کیوں؟"

"ایک پوری فوج بھی اسے تسخیر کرنے سے عاری رہے گی"

"میں نہیں سمجھا"

"وہ کچھ ایسا ہی ہے اسی لیے انگھم تنظیم سے سرکشی کی جرأت کر سکا ہے۔ کوئی اجنبی وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جزیرے کا صرف ایک ساحل ایسا ہے جس پر اسٹیمر لنگر انداز ہو سکتے ہیں اور اس ساحل کی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے۔ پورے جزیرے پر چار عمارتیں ہیں۔ ایک سگار کی شکل کی ہے۔ ایک ایش ٹرے کی شکل کی ہے۔ ایک بہت بڑی بوتل معلوم ہوتی ہے۔ چوتھی بحری جہاز سے مشابہ ہے اور ہر وقت متحرک رہتی ہے۔ اگر فضا سے اسے دیکھا جائے تو وہ سطح سمندر پر تیرتا ہوا جہاز ہی لگتی ہے اور یہ سب آن کی آن میں نظروں سے اوجھل بھی ہو سکتی ہیں"

"وہ کس طرح؟" عمران نے پوچھا۔

"زمین میں دھنستی چلی جاتی ہیں" گلوریا بچوں کے سے انداز میں بولی۔ اس وقت اس کے چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے کوئی ننھا بچہ پرستان کی کہانی سنا رہا ہو۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولی۔ "وہ جزیرے کی سمت اسی لیے بھاگا ہے کہ انگھم اسے معاف کر دیں گے"

"بڑی عجیب بات ہے"

"بالکل عجیب بات نہیں۔ تنظیم کی مالیات کا آدھے سے زیادہ حصہ انگھم کے جزیرے ہی سے فراہم ہوتا ہے"

"وضاحت کرتی چلو۔ بات پلے نہیں پڑی"

"وہاں سے اعلیٰ پیمانے پر منشیات کی اسمگلنگ ہوتی ہے۔ فحش تصاویر والے رسائل چھپتے ہیں جن پر مطبوعہ مغربی جرمنی کی پرنٹ لائن ڈالی جاتی ہے اور ان کے عوض تنظیم کروڑوں ڈالر سالانہ کماتی ہے"

"مغربی جرمنی کی پرنٹ لائن" عمران اپنا سر سہلاتا ہوا بڑبڑایا۔

"ہاں۔۔۔ مشرقی وسطیٰ کے اسمگلر سونے اور ڈالروں کے عوض ان کی بھاری تعداد وہاں سے لے جاتے ہیں"

عمران کی آنکھوں میں گہرے تفکر کے آثار تھے۔ گلوریا کہتی رہی "بحری جہاز نما عمارت میں منشیات کا کارخانہ ہے۔ ایش ٹرے ہاؤز میں اسٹوڈیو اور چھاپہ خانہ ہے۔ بوتل اور سگار میں رہائشی فلیٹ ہیں"

"اگر میں تمہیں یونان تک لے جاؤں تو کیا صورت ہوگی؟"

"سوچنا پڑے گا کیونکہ اسمگلرز کے اسٹیمروں پر سے اترنے والوں کی تعداد محدود ہوتی ہے اور وہ بھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ساحل ہی کے قریب گودام ہیں۔ [illegible] ان کی [illegible]ری کر دی جاتی ہے"

"کیا وہ جزیرہ یونان کی حکومت کے زیر اثر نہیں ہے؟"

"ان اطراف کے کئی چھوٹے چھوٹے جزیرے لوگوں کی ذاتی ملکیت ہیں"

*

پچھلے دو دن سے شہر میں سکون تھا۔ کسی ایسی واردات کی اطلاع نہیں ملی تھی جسے انگھم کے معاملات سے منسلک کیا جا سکتا۔ عمران نے انگھم کے جزیرے کے محل وقوع سے متعلق خاصی معلومات فراہم کر لی تھیں اور اس سلسلے میں اپنے محکمے کے غیر ملکی ایجنٹوں سے رابطہ قائم کر کے ان سے بھی گفت و شنید کرتا رہا تھا۔

تیسرے دن گلوریا متحیر رہ گئی۔ جب عمران نے اس سے سفر کے لیے تیار ہو جانے کو کہا۔

"کتنے لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے؟" اس نے پوچھا۔

"میں اور تم"

"شاید بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتے ہو" وہ ہنس پڑی۔

"ہر وقت تیار رہتا ہوں۔ تھوڑی سی تبدیلی اپنی شکل میں کروں گا اور تمہارے چہرے پر بھی تمہارے اصلی خد و خال نہ ہوں گے"

"صرف ہم دو اس کا کیا بگاڑ لیں گے؟"

"فکر نہ کرو۔ شمالی اسپورڈیز کے جزیرے میرے مددگاروں سے خالی نہیں"

"اچھی بات ہے۔ میں تیار ہوں لیکن تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئے۔ کبھی پاگل معلوم ہوتے ہو اور کبھی ہوشمند"

"میرے والدین کا بھی یہی خیال ہے۔ اس لیے اس چکر میں نہ پڑو۔ ہمیں صرف ایک بڑا کارنامہ انجام دینا ہے"

اسی شام کو وہ ایک باربردار جہاز پر سوار ہو گئے اور گلوریا کو ایک بار پھر حیرت ظاہر کرنی پڑی کیونکہ عمران اس جہاز پر چیف انجینئر کی حیثیت رکھتا تھا۔

"فکر نہ کرو" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا "تم چیف انجینئر کی بیوی ہو"

"میں اس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتی"

"اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ باربردار جہازوں پر مسافر نہیں ہوا کرتے"

"ہم فضائی سفر بھی کر سکتے تھے"

"لیکن اس طرح ہم ان جزیروں تک نہ پہنچ سکتے۔ اب [illegible] ہوگی تم دیکھ ہی لو گی"

"آخر کیا تدبیر ہو گی مجھے بھی تو بتاؤ؟"

"یونان کی طرف بڑھتے ہوئے جب یہ جہاز جزیرہ اسکوپلس کے قریب سے گزرے گا تو میں سخت بیمار پڑ جاؤں گا اور مجھے آرام کرنے کے لیے اسی جزیرے میں اتار دیا جائے گا"

"اوہ۔۔۔ تب تو ٹھیک ہے۔ انگھم کا جزیرہ اسکوپلس اور اسکیئٹڑ اوڈرا کے درمیان چھوٹے چھوٹے جزائر میں سے ایک ہے"

"اسی لیے میں نے اسکوپلس کا انتخاب کیا ہے اور یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہم وہاں سیاحت کا موسم شروع ہونے سے بہت پہلے پہنچ رہے ہیں۔ اس لیے ہم اپنا کام بہت سکون سے انجام دے سکیں گے"

"سیاحت کے موسم میں ان جزائر کا جواب نہیں ہوتا" گلوریا بولی "کہیں قیام کرنے کی جگہ نہیں ملتی۔ آج کل سناٹا ہوگا۔ سوائے مقامی آدمیوں کے اور کوئی نہ دکھائی دے گا لیکن تم نے مال بردار جہاز کا انتخاب کر کے غلطی کی ہے۔ وہاں تک پہنچنے میں بہت دن لگ جائیں گے"

"یہ سیدھا یونان ہی جائے گا کہیں رکا بھی تو ایک دن سے زیادہ کے لیے نہیں رکے گا"

"بہر حال انگھم ہم سے بہت پہلے پہنچ چکا ہو گا کیونکہ وہ خلیج اومان کی کسی بندرگاہ سے فضائی راستہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا"

"تم بالکل فکر نہ کرو۔ یہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو"

"کیا تم سچ مچ میرین انجینئر ہو؟"

"کسی دشمن نے اڑائی ہو گی لیکن تم یہاں کسی کو یاد دلانے نہ بیٹھ جانا کہ میں میرین انجینئر نہیں ہوں اور نہ یہ کہنا کہ ابھی تمہاری شادی نہیں ہوئی"

"تم جیسے اوٹ پٹانگ آدمی کی بیوی کہلانے سے تو بہتر یہی ہو گا کہ سمندر میں چھلانگ لگا دوں"

"اس مہم کے اختتام پر تمہیں اختیار ہو گا۔ چاہے شادی کرو چاہے سمندر میں چھلانگ لگا دو"

"تم آخر ہو کیا بلا؟"

"اب تک سیکڑوں افراد مجھ سے یہ سوال کر چکے ہیں لیکن کسی کو بھی کوئی معقول جواب نہیں دے سکا"

"مجھے بحری سفر سے سخت الجھن ہوتی ہے"

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ اب تم کیبن میں جا کر سو جاؤ"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"

تیسرے دن گلوریا سچ مچ بیمار پڑ گئی تھی اور پھر اُسے معلوم ہوا تھا کہ اوٹ پٹانگ آدمی کتنا اچھا تیمار دار ہے۔ اسی دوران اُس نے بے پناہ اپنائیت محسوس کی اور اُسے اپنے بچپن کے قصے سُنانے میں بہت سی باتیں کر ڈالیں۔ پانچ دن بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ آہستہ آہستہ سمندری ہوا کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔ اسی دن اُس نے عمران سے کہا۔ "انگھم کے خلاف میرا غصہ آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے۔"

"یہ بُری بات ہے۔"

"مَیں سوچتی ہوں اس جھگڑے میں پڑنے سے کیا فائدہ؟ نئے سرے سے زندگی شروع کروں۔ قطعی بھول جاؤں کہ ماضی میں کیا ہوا تھا۔"

"اچھا تو پھر میرا کیا ہو گا؟ مَیں اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

"آدمی کو صرف اپنا تحفظ کرنا چاہیے۔"

"اپنے تحفظ کا تو مَیں قائل ہی نہیں ہوں۔ اپنی ذات میں کیا رکھا ہے؟"

"اچھا۔ اچھا۔ مَیں فی الحال کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔ میرا دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے۔"

اسکوپلیس پہنچتے پہنچتے وہ پوری طرح صحت مند ہو گئی تھی۔ لیکن پچھلے تین دنوں سے اُسے عمران کی تیمار داری کرنی پڑ رہی تھی۔

"آخر اس کی کیا ضرورت تھی؟" ایک بار وہ اُسے سُوپ پلاتے وقت جھنجھلا گئی۔

"بدلہ ضرور لیتا ہوں۔ کیا مَیں نے تمہاری تیمار داری نہیں کی تھی؟"

"سچ مچ بیمار ہو تو دل بھی لگے تیمار داری میں۔ آخر جہاز والوں کو دکھانے سے کیا فائدہ؟"

"کیپٹن کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ مَیں حقیقتاً انجینئر نہیں ہوں۔"

"کیا جہاز کا عملہ بھی بالکل نیا ہے؟"

"نہیں۔ اسی کمپنی کے دُوسرے جہاز سے اس پر میرا تبادلہ ہوا ہے۔ میرے بعد سیکنڈ انجینئر عارضی طور پر میری جگہ سنبھال لے گا۔"

"مَیں نہیں سمجھ سکتی کہ اتنے لمبے چوڑے کھڑاگ کی کیا ضرورت تھی؟"

"یہ تمہارے سمجھنے کی باتیں نہیں ہیں۔"

اسکیتھوس کے قریب وہ دونوں جہاز سے ایک بڑی دُخانی کشتی میں منتقل کر دیے گئے جو اُنہیں اسکوپلیس کی طرف لے چلی۔ کشتی نے اُنہیں اسکوپلیس کے چھوٹے سے ہاربر پہ اُتارا۔

یہاں ایک اسٹیشن ویگن ان کی منتظر تھی۔ سرسبز پہاڑوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی سفید اور سادہ عمارتیں بکھری ہوئی تھیں۔ شاید ہی کو عمارت دو منزلہ رہی ہو۔

اسٹیشن ویگن حرکت میں آئی تو گلوریا نے کہا۔ "جون اور جولائی میں جزیرہ خوشبوؤں کا جزیرہ معلوم ہوتا ہے۔ چاروں طرف پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔"

"مگر میری بیماری جون جولائی کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور گلوریا جھنجھلا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد اسٹیشن ویگن ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے رُکی۔ باہر کھڑے ہوئے ایک گول مٹول سے آدمی نے ان کا استقبال کیا۔ اسٹیشن ویگن میں ڈرائیور کے علاوہ دو آدمی اور بھی تھے۔ اُنہوں نے نیچے اُتر کر عمران کو سہارا دیا تھا اور وہ کراہتا ہوا اُن کے ساتھ چلنے لگا تھا۔ موٹے آدمی نے سامان اُتارا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

"میرا نام سیگم کوز ہے جناب۔" اُس نے عمران سے کہا۔ "آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ مَیں بہت اچھا باورچی بھی ہوں۔ چاکلیٹ کیک... پلاؤ اور سپیگیٹی تیار کرنے میں پورا جزیرہ میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ مَیں عدنان اور یہ مسز عدنان ہیں۔"

"آپ کوئی بھی ہوں۔ شکایت کا موقع نہیں دُوں گا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ محترمہ آپ کے ساتھ ہیں۔ ورنہ اس گھر میں آپ کو کوئی سُریلی آواز سُنائی نہ دیتی۔ مَیں ساٹھ سال کا ہوں لیکن مَیں نے اب تک شادی نہیں کی۔"

"ساٹھ سال کے ہو؟" عمران نے بہت زیادہ حیرت ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جناب۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ کوئی تمہیں چالیس سال سے زیادہ کا نہیں کہہ سکتا۔"

موٹے آدمی کے دانت نکل پڑے اور اُس نے ادب سے کہا۔ "محترمہ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ در اصل تیس سال کے بُڈھے بکثرت دیکھے تھے۔ اس لیے شادی نہیں کر سکا تھا۔"

اس پر گلوریا ہنس دی تھی اور عمران احمقانہ انداز میں گالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔ پھر سیگم ان کے لیے کافی

کے لیے چلا گیا تھا۔ دو دن تک وہ آرام کرتے رہے تھے اور عمران نے کسی قدر بحالیٔ صحت کا مظاہرہ شروع کر دیا تھا۔ تیسرے دن سرِ شام وہ دونوں آدمی پہنچے جنہوں نے ہاربر سے یہاں تک انہیں اسٹیشن ویگن میں پہنچایا تھا۔ یہ دونوں قبرصی تُرک تھے۔ ایک عمران سے گفتگو کر رہا تھا اور دُوسرا خاموش تھا۔

"تین جزیرے یہاں سے پچیس میل کے فاصلے پر ہیں اُن میں سے ایک انگھم آئیل کہلاتا ہے۔"

"ٹھیک! وہی جزیرہ ہو سکتا ہے۔ کیا تم کبھی اُدھر گئے ہو؟"

"کل ہم بڑی دیر تک اس کے گرد چکر لگاتے رہے ہیں۔"

عمران نے ان عمارات کا ذکر کیا جن کے بارے میں گلوریا سے معلوم ہوا تھا۔

"عمارتیں اسی صورت میں نظر آ سکتی ہیں جب ہم جزیرے پر پرواز کریں۔ چاروں طرف اُونچے اُونچے پہاڑ ہیں۔ اس کا ہاربر بھی چٹانوں کے درمیان واقع ہے اور اس میں داخلہ ممنوع ہے۔ اگر کوئی زبردستی داخل ہونے کی کوشش کرے تو پہرے داروں کو گولی مار دینے کا حق حاصل ہے۔"

"جزیرے کے گرد چکر لگانے پر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں؟"

"نہیں۔ بہتیری کشتیاں آس پاس مچھلیوں کا شکار کرتی رہتی ہیں۔"

"اچھا تو پھر کل صبح کی رہی۔ مَیں بھی مچھلیوں کا شکار کرنا چاہتا ہوں۔"

"بہت بہتر۔ کل ٹھیک نو بجے ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔"

وہ دونوں چلے گئے اور گلوریا نے عمران سے پوچھا۔ "کیا مَیں محض تمہارے آلۂ کار کی حیثیت رکھتی ہوں؟"

"خواتین کی حیثیت کے بارے میں میری کوئی ذاتی رائے نہیں ہے۔"

"تم آدمی ہو یا صرف سوچنے اور حرکت کرنے کی مشین؟"

"کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"کیا مَیں بدصورت ہوں؟"

"دُنیا کی کوئی عورت بدصورت نہیں ہے۔ ہر عورت حسن کا کوئی نہ کوئی پہلو دبائے بیٹھی ہے۔ مگر مرد... دو طرح کے ہوتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"یا تو ہوتے ہیں... یا تو نہیں ہوتے۔"

"اپنے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"مَیں سرے سے مرد ہی نہیں ہوں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" گلوریا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ پتا نہیں سیگم صاحب اس وقت کیا تیار کر رہے ہیں؟"

گلوریا اُٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

دوسری صبح وہ ایک بڑی سی لانچ میں اسکوپلیس سے ان جزائر کی طرف روانہ ہوئے۔ مچھلیوں کے شکار کا سامان ساتھ تھا۔ دونوں ترکوں میں سے ایک لانچ اسٹیئر کر رہا تھا اور دوسرا گلوریا کو بتا رہا تھا کہ مچھلیوں کا شکار کس طرح کیا جاتا ہے۔ عمران دُوربین سنبھالے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد گلوریا اس کے پاس آ بیٹھی۔

"میرا خیال ہے کہ تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔" اُس نے کہا۔

"کئی بار تم یہی خیال ظاہر کر چکی ہو۔"

"یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ تم تین آدمی اس مہم پر نکلے ہو۔"

"پھر کتنے آدمیوں کی ضرورت ہو گی؟"

"تین سو بھی ناکافی ہوں گے۔ یہاں اس جزیرے میں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی لیے وہ تنظیم سے بغاوت کی جرأت کر سکا ہے۔"

"کیا تم بہت چاہتی ہو اُسے؟"

"مَیں اُسے قطعاً نہیں چاہتی لیکن اس کے قریب کسی دُوسری عورت کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔ اس نے میری جگہ ریناولیمز کو کیوں دی؟"

"جب وہ اسی قسم کا آدمی ہے تو تم نے بھی کسی اور ہی کی جگہ لی ہو گی۔"

"وہ میری فتح تھی۔ مجھے صرف اپنی فتح یابی سے پیار ہے۔"

"او ہو۔ تو تم صرف اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتی ہو۔"

"یہی سمجھ لو اور تم دیکھنا۔ اُن دونوں کے خاتمے کے بعد تمہیں بھی مار ڈالوں گی۔ ہوشیار رہنا۔"

"مجھ بے چارے کا قصور؟"

"مَیں تمہیں متاثر نہ کر سکی۔"

"یہ میری نالائقی ہے۔ اس سے تمہاری دلکشی پر کوئی حرف نہیں آتا۔"

"دیکھوں گی۔ تمہیں بھی دیکھوں گی۔"

تُرک ساتھی نے اتنی دیر میں تین بڑی مچھلیاں پکڑ لی تھیں

اور اب اُنہیں تلنے کے لیے تھلے بنا رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اُن دونوں کو ختم کر دو گی؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی سے خلا میں گھورتے رہنے کے بعد اُس نے کہا: "ان سب دُشواریوں کے باوجود نہ جانے کیوں میرا خیال ہے کہ میں تمہاری مدد سے اس میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

لانچ سمندر کا سینہ چیرتی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ عمران نے پھر دُوربین اُٹھائی اور مشرق کی سمت دیکھتا رہا۔ ترک ساتھی شاید کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مچھلیوں کو چھوڑ کر وہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"ہوں۔" عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔ "کیا بات ہے؟"

اُس نے پلٹ کر گلوریا کی طرف دیکھا جو اَب لانچ کے دُوسرے سرے پر کھڑی تھی۔

"کیا یہ لڑکی انہی لوگوں سے تعلق رکھتی ہے؟" اُس نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ آں۔"

"اور آپ کو اس پر اعتماد بھی ہے۔"

"جب تک کوئی غلط حرکت سرزد نہ ہو۔ اعتماد کرنا ہی چاہیئے"

"میرا تجربہ ہے کہ یہ لوگ کسی حال میں بھی صادق القول ثابت نہیں ہوتے۔"

"میرا صرف ایک ہی قول ہے چپ کئے رہو اور کام جاری رکھو۔ اگر یہ لڑکی رہنمائی نہ کرتی تو انگلم کے جزیرے کا سُراغ نہ ملتا۔ ویسے تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"ہو سکتا ہے۔ یہ جال ہمیں پھانسنے کے لیے بچھایا گیا ہو؟"

"نہیں۔ اس کا امکان نہیں۔ انگلم سچ مچ اس سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔ میں نے ثابت کر دیا ہے۔"

ترک ساتھی خاموش ہو گیا۔ چھوٹے چھوٹے جزیروں کا سلسلہ اب قریب ہوتا جا رہا تھا۔ ترک ساتھی نے انگلم کے جزیرے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ اونچی اونچی سنگلاخ چٹانوں سے گھرا ہوا تھا جو دُور سے بھی ناقابلِ عبور معلوم ہوتی تھیں۔

"لیکن ان ننگی چٹانوں کے قلب میں بڑی شادابی ہے۔" ترک ساتھی نے کہا: "اگر طیارے سے اس کا نظارہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے کاسہ نما انگشتری میں بڑا سا زمرد جگمگا رہا ہو۔"

"کتنے قریب سے چکر لگا سکو گے؟"

"بالکل قریب سے بھی ممکن ہے لیکن لانچ سے اُتر کر کہیں قدم نہ رکھ سکیں گے۔"

"فی الحال اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

اُنہوں نے جزیرے کا ایک چکر لگایا اور ایک میل کے فاصلے پر واقع دُوسرے جزیرے کی طرف نکل گئے۔ یہ غیر آباد تھا۔ اُنہوں نے دوپہر کا کھانا نکالا اور کھانے کے بعد دونوں ترک اُنہیں وہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

"تم نے کیا دیکھا؟" گلوریا نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"بظاہر۔ وہ چٹانیں ناقابلِ عبور معلوم ہوتی ہیں۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ زندگی بھر چکر ہی لگاتے رہ جاؤ گے۔ جزیرے میں داخل ہونا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔"

"روزِ روشن میں بھی اس کے پار پر اُتر سکتا ہوں، لیکن خوامخواہ خون بہانے سے مجھے دلچسپی نہیں۔"

"تمہارا ہاتھ اُٹھنے سے پہلے ہی کسی پہریدار کی گولی تمہیں چھید کر رکھ دے گی۔"

"گولیاں خاص طور پر مجھ سے اتنی الرجک ہیں کہ کترا کر نکل جاتی ہیں۔ یقین نہ آئے تو سنبھالو پستول اور مجھ پر پے در پے فائر کر کے دیکھ لو۔"

وہ مضحکہ اُڑانے کے سے انداز میں ہنس پڑی۔

"یہ ایک غیر آباد جگہ ہے۔ کوئی ہمارے اس مشغلے میں دخل اندازی بھی نہ کر سکے گا۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں سوچ رہی ہوں کہ مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے۔"

"حماقت کا احساس ہو جانا دانش مندی کی علامت نہیں ہے۔ دانش مند وہ ہے جو مسلسل حماقتوں کا مرتکب ہوتا چلا جائے حتیٰ کہ لوگ اُسے سچ مچ دانش مند تسلیم کر لیں۔ بھلا حماقت کا احساس ہو جانے کے بعد پچھتاوے کے علاوہ اور کیا ہاتھ آتا ہے؟"

"بعض اوقات فلسفہ بھی بھونکنے لگتے ہو۔"

"بھونکنے والے فلسفی ہی ہوتے ہیں۔ ورنہ بور ہو کر بھونکنا چھوڑ دیں۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"دراصل یہ کہنا چاہتا تھا کہ بھونکنے والے فلسفیوں سے بہتر ہوتے ہیں۔"

"دلیل۔"

"فلسفی اپنے افکار اُن پر ضائع کرتا ہے جو اُسے کچھ

سکتے ہیں لیکن بُت بنے کھڑے رہتے ہیں۔ بھونکنے والا اُنہیں کم از کم پیچھے تو ہٹا دیتا ہے۔"

"یہ باتیں تو ڈائننگ ٹیبل کی اس بحث میں بھی ہو سکتی تھیں اتنا لمبا سفر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ اُکتا کر بولی۔

"میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ صرف بھونکتا ہی نہیں ہوں۔ کبھی کبھی کاٹ بھی لیتا ہوں۔"

"صرف مسخرے ہو۔" اس نے خشک لہجے میں کہا اور دُوسری طرف دیکھنے لگی۔ کچھ دیر خاموش رہ کر دفعتہً چونکی۔

"وہ دونوں کہاں گئے؟ ارے۔ لانچ لے گئے۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ اوہ۔" عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں! کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ وہ لانچ لے گئے۔"

"نہیں۔ میں تو باتوں میں لگ گیا تھا۔ اس طرف دھیان ہی نہیں تھا۔"

"کیا اس قسم کی کوئی بات پہلے سے طے تھی۔"

"ہرگز نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"تم اُنہیں کب سے جانتے ہو؟"

"جب سے ان جزیروں میں قدم رکھا ہے۔ دراصل ایک شناسا نے اُنہیں میری آمد سے مطلع کرتے ہوئے درخواست کی تھی کہ ہر طرح میری مدد کی جائے۔"

"تب تو تم سچ مچ بالکل احمق ہو۔" وہ جھلا کر چیخی۔

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ اس غصے کی وجہ۔"

"وہ دونوں انگلم کے ایجنٹ ہیں!"

"نہیں۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تمہیں وہم ہو گیا ہے۔"

"دیکھ لینا لیکن میں اس کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ خودکشی کروں گی۔"

"کس پر تیار نہیں۔"

"میں سمجھی تھی کہ تھوڑی بہت عقل رکھتے ہی ہو گے۔" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"اب مجھے اُلجھن میں نہ ڈالو۔ بتاؤ کیا بات ہے؟"

"اس کے ایجنٹ سیاحت کے لیے آئے ہوئے جوڑوں کو اسی طرح ویران جزیروں میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہاں سے دُوسرے لوگ اُنہیں پکڑ کر انگلم کے جزیرے میں لے جاتے ہیں۔"

"آہا۔ تب تو بڑی اچھی بات ہے۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"جانتے ہو۔ کیوں لے جاتے ہیں؟" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں کیا جانوں؟"

"اگر وہ اپنی بیہودہ تصاویر کھنچوانے پر آمادہ نہیں، تو اُنہیں قیدی بنا لیا جاتا ہے اور اس قدر تشدد کیا جاتا ہے کہ وہ بالآخر ان کی بات مان لیں۔"

"ارے باپ رے۔" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بڑبڑایا "تب تو مجھے بھی خودکشی ہی کرنی پڑے گی۔"

"سنو۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ لوگ واپس نہ آئے تو سچ مچ تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گی۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ بولتا بھی کیا! انگلم کے جزیرے میں داخل ہونے کے لیے یہ اسکیم اس کے ترک ساتھیوں نے بنائی تھی لیکن گلوریا کے سامنے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ظاہر ہے اس طرح کوئی بھی عورت دیدہ و دانستہ خطرہ مول لینے کو تیار نہ ہوتی۔

◆

شام کے پانچ بج گئے لیکن عمران کے ساتھیوں والی لانچ واپس نہ آئی۔ البتہ اس دوران انہوں نے ایک ایسی لانچ ضرور دیکھی جو بار بار اس جزیرے کے اُسی ساحل کے قریب سے گزرتی رہی تھی جس پر وہ دونوں تھے۔

آخر گلوریا کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا اور وہ چیخ کر بولی۔

"وہ رات کے منتظر ہیں۔"

"م۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں کیا کروں!" عمران نے مُردہ سی آواز میں کہا۔

"اسی عقل کے سہارے انگلم سے نپٹنے چلے تھے!"

"کبھی کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ اب تم ہی دیکھو سب کچھ بتایا تھا تم نے علاوہ اس بات کے۔"

"اچھا۔ نکالو ریوالور میں دیکھوں گی کہ کس طرح گولیاں تم سے کترا کر نکلتی ہیں!"

"میں سمجھ گیا۔ تم مجھے مار کر خودکشی کرنا چاہتی ہو۔ چلو یہی سہی۔" عمران نے ریوالور نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"یقین کرو۔ اب میں جس ذلت سے دوچار ہونے والی ہوں۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ خودکشی کر لوں۔"

"مجھے مار کر مرنا۔ میں تمہاری لاش برداشت نہ کر سکوں گا۔ مجھے انگلم کی اسکیم کا علم پہلے ہی سے ہو گیا تھا۔ میں تمہیں ہر قیمت پر بچانا چاہتا تھا۔ اس لیے تم سے پہلے تین مُردوں کی زندگیوں کی حفاظت بھی کرنی پڑی تھی۔ چلو فائر کرو۔"

"نہیں میں تمہیں نہیں مار سکتی۔"

"چلو تو پھر... خودکشی کا ارادہ بھی ملتوی کر دو اور مجھ پر اعتماد کرو۔"

"تم تنہا کیا کر لو گے؟"

"اگر کچھ نہ کر سکا تو تمہیں مار کر خودکشی کر لوں گا۔"

"اگر تم پوری دیانتداری سے یہ بات کہہ رہے ہو تو مجھے منظور ہے۔"

"لاؤ۔ ریوالور واپس کر دو۔" وہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریوالور لیتا ہوا بولا۔

کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھے رہے۔ پھر اچانک گلوریا اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ بائیں جانب دیکھ رہی تھی۔

"آ گئے... ہوشیار ہو جاؤ۔"

"کون؟" عمران بھی اٹھ کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔ دو لانچیں جزیرے کی طرف بڑھی آ رہی تھیں۔

"یہ لانچیں اسی جزیرے کی ہیں۔"

"آنے دو۔ دیکھا جائے گا۔" لیکن وہ لانچیں فراٹے بھرتی آگے نکلی چلی گئیں۔

"تم نے دیکھا۔" عمران چہک کر بولا۔

"وہ ہمارے متعلق اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" گلوریا نے خشک لہجے میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں سے متعلق جھنجلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اسکیم کے مطابق انہیں اب تک واپس آ جانا چاہیے تھا۔ لانچ واپس آتی اور یہاں سے روانگی کے وقت اچانک خراب ہو جاتی۔ اسی طرح وہاں ان کی موجودگی کا جواز پیدا کیا جا سکتا تھا۔

سورج مغرب میں جھکتا جا رہا تھا۔ یکایک ایک لانچ پھر آتی دکھائی دی۔ کچھ قریب آئی تو گلوریا اسے پہچان کر چہکاری گئی۔ یہ وہی لانچ تھی جس پر انہوں نے سفر کیا تھا۔ اس کے کنارے لگتے ہی دونوں دوڑ پڑے۔ ترکوں نے شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ضروری کام میں الجھ کر رہ گئے تھے۔ اس لیے انہیں انتظار کی زحمت اٹھانی پڑی۔

"کوئی بات نہیں۔" عمران نے خوشدلی سے کہا۔ "اب تو ہمیں واپس پہنچا دو۔ کل صبح سے میں اپنی مہم شروع کروں گا۔"

روانگی کے وقت انجن اسٹارٹ نہ ہو سکا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔" ایک ترک بڑبڑایا۔

"کیوں؟ کیا کوئی خاص گڑبڑ؟" عمران چونک کر بولا۔

وہ دونوں کوئی جواب دیے بغیر انجن کا معائنہ کرنے لگے۔

سورج غروب ہو رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم تقدیر سے نہیں لڑ سکتے۔" گلوریا نے آہستہ سے کہا۔

"تم دیکھنا۔ تقدیر ضرور لڑے گی۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

اتنے میں وہی دونوں لانچیں پھر دکھائی دیں جو کچھ دیر پہلے ادھر سے گزری تھیں۔ شاید وہ اسی جزیرے کے گرد چکر لگا رہی تھیں۔ اس بار وہ ترکوں کی لانچ کے قریب آ گئیں۔ گلوریا خوفزدہ انداز میں عمران سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"کوئی پریشانی؟" آنے والی لانچوں میں سے کسی نے پکار کر پوچھا۔

"انجن سیز ہو گیا ہے۔" ترکوں میں سے ایک نے جواب دیا۔

"کہاں جانا ہے؟" پوچھا گیا۔

"اسکوپلس۔"

"اوہو... ہمارے لائق کوئی خدمت؟"

"مہربانی ہوگی۔ اگر ہمیں اسکوپلس پہنچا سکو۔"

"ن... نہیں..." گلوریا عمران کے کان میں منمنائی۔

"ڈرو... نہیں۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "اگر ہم ان کے ہاربر تک پہنچ سکیں تو یہ بڑی اچھی بات ہوگی۔ مجھ پر اعتماد کرو۔"

"پتا نہیں تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"گلوریا کی حیثیت سے تم پہچانی نہ جا سکو گی۔ یہ پلاسٹک میک اپ ہے۔"

"خدا جانے کیا ہو؟"

"بس اب خاموش۔"

دوسری طرف ترک ساتھی ان لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ بالآخر طے پایا کہ لانچ کے تین افراد ان کی لانچ پر بیٹھ جائیں اور دوسری لانچ ان کو کھینچتی ہوئی اسکوپلس تک لے جائے۔ اس انتظام کے تحت عمل ہونے ہی والا تھا کہ ایک لانچ سے آواز آئی۔ "اس پر صرف دو کی گنجائش نکل سکے گی۔ ایک آدمی اس لانچ پر بیٹھے جو ناکارہ لانچ کو کھینچ کر لے جائے گی۔"

"دیکھا تم نے۔" گلوریا آہستہ سے بولی۔

"بالکل میری خواہش کے مطابق۔" عمران بولا۔ "اب ہم دونوں اسی لانچ پر بیٹھیں گے۔"

اس نے اپنا بریف کیس نکالا اور گلوریا نے کھانے کی ٹوکری اٹھائی۔ لانچ ان کی لانچ سے آ لگی تھی۔ وہ اس پر چلے گئے۔ اس لانچ پر ڈرائیور کے علاوہ ایک آدمی اور بھی تھا۔ عمران کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ناکارہ لانچ ایک رسی کے ذریعے دوسری لانچ سے منسلک کر دی گئی۔ اسکوپلس کے لیے سفر شروع ہو گیا۔ ناکارہ لانچ کھینچنے والی لانچ آگے تھی اور عمران والی لانچ اس کے پیچھے چل رہی تھی...

دفعتاً ایک جگہ پہنچ کر اس لانچ نے مخالف سمت میں رخ موڑ دیا۔

"ہائیں۔ ہائیں۔ یہ کدھر...؟" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو۔" پشت سے آواز آئی۔ "ورنہ گولی مار دی جائے گی۔"

"گگ۔ کیوں؟" عمران مڑا اور پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر گڑگڑانے لگا۔ "ا... ے بھائی... یہ کیا... ہم لوگ بہت غریب آدمی ہیں۔ ہمارے پاس زیادہ رقم نہیں ہے۔ اگر تم نے چھین لی تو بھیک مانگنی پڑے گی۔"

"ادھر منہ کرو۔" وہ آدمی ریوالور کو جنبش دے کر غرایا۔

"بب... بہت اچھا۔ ہولی فادر۔ سیواز۔ سیواز۔"

"یہ عورت تمہاری کون ہے؟" پوچھا گیا۔

"بب۔ بیوی۔"

"تم دونوں بہت خوب صورت ہو۔ کس ملک سے تعلق رکھتے ہو؟"

"شش شکریہ۔ ہم میکسیکو سے آئے ہیں۔"

"کہاں ٹھہرے ہو؟"

"اسکوپلس میں۔ مسٹر سیلگ کوز کے ساتھ۔ دراصل ایتھنز جا رہے تھے۔ میں بیمار ہو گیا۔ جہاز پر چیف انجینئر ہوں۔ میرے کپتان نے علاج کے لیے اسکوپلس میں اتار دیا تھا۔"

"اب تم دونوں ہمارے مہمان ہو۔ ہمارا جزیرہ ان سارے جزیروں سے زیادہ خوب صورت ہے۔ فلم میں کام کرو گے؟"

"ارے... ارے... کیوں شرمندہ کر رہے ہو؟ اب ہم اتنے خوب صورت بھی نہیں ہیں۔"

"ہم صرف انہیں اپنے جزیرے کی سیر کراتے ہیں، جو ہمیں پسند آ جاتے ہیں۔ ہر ایک کو داخلے کی اجازت نہیں ملتی۔"

"میں زیادہ پسند آیا ہوں یا میری بیوی؟" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"دونوں۔"

"بور کر دیا تم نے۔" عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیوں؟"

"میں خود کو اپنی بیوی سے حسین نہیں سمجھتا۔"

"بکواس مت کرو۔" گلوریا جھلا کر بولی۔

"تمہیں حسین سمجھنا اگر بکواس ہے تو میں ابھی سمندر میں چھلانگ لگائے دیتا ہوں۔"

"جھگڑا مت کرو۔" عقب سے حکم ملا۔

کچھ دیر بعد لانچ ہاربر میں داخل ہونے کے لیے چٹانوں کے سلسلے کے قریب پہنچی اور اسٹیئرنگ کرنے والے نے چیخ کر کسی کو مخاطب کیا۔ چٹانوں سے سبز رنگ کی روشنی غالباً داخلے کی اجازت کے طور پر نمودار ہوئی تھی۔ لانچ ہاربر میں داخل ہوئی۔ ہاربر دیکھ کر عمران کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس چھوٹے سے گمنام جزیرے کا ہاربر اتنا بڑا ہوگا۔ بہت بڑے بڑے اسٹیمر اس میں بآسانی لنگر انداز ہو سکتے تھے۔ ہاربر سے وہ سگار نما عمارت تک پہنچائے گئے جو نیچے سے اوپر تک روشن نظر آ رہی تھی۔ لفٹ کے ذریعے گیارہویں منزل تک پہنچے۔ یہاں ان کے لیے ایک فلیٹ کا دروازہ کھولا گیا۔ وہ اندر پہنچے۔ دو آدمی ان کے ساتھ تھے۔

"آرام کرو۔ کل ہم تمہیں جزیرے کی سیر کرائیں گے۔ یہاں کے عجائبات دکھائیں گے۔" ان میں سے ایک بولا۔

"ہم آپ لوگوں کے بے حد مشکور ہیں جناب۔" عمران نے ہنس کر کہا۔ ویسے وہ گلوریا کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیاں دیکھ رہا تھا۔

"کچن میں سب کچھ موجود ہے۔" اسی آدمی نے اطلاع دی اور پھر وہ دونوں چلے گئے۔

عمران نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ گلوریا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اشاروں ہی میں اسے بتانے لگی کہ ان کی گفتگو کہیں اور بھی سنی جا سکتی ہے۔ اس لیے اہم باتیں بذریعہ تحریر ہوں گی۔

"ڈارلنگ۔ تم بہت فکرمند نظر آ رہی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ ہمیں یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

گلوریا کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے اور اس نے اپنے وینٹی بیگ سے قلم اور نوٹ بک نکال کر لکھنا شروع کیا۔ "تم حیرت انگیز طور پر آواز بدل سکتے ہو۔ میں اس پر قادر نہیں

ہُوں۔ اس لیے مجھے زیادہ تر خاموش رہنا پڑے گا۔ یہ ساری عمارتیں کان رکھتی ہیں۔ یہاں کی ساری آوازیں ایش ٹرے مائک میں بخوبی سُنی جا سکتی ہیں۔ انگھم وہیں رہتا ہے۔"

عمران نے بڑھ کر سر کو جنبش دی اور بولا۔ "اب غصہ تھوک دو۔ لگے ہاتھ شفقت کی تفریح ہو جائے گی۔"

وہ کھانسنے لگی۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تم سچ مچ احمق ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ وہ ریوالور دکھا کر ہمیں یہاں لائے ہیں۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "لیکن یہ تو سوچو کیا ہم لانچ سے چھلانگ لگا دیتے۔ ہم تو یہی کچھ کر بیٹھے تھے کہ ہمیں اسکو پلیس پہنچا دیں گے۔"

"کچھ سوچو۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔"

"ڈرنے کی کیا بات ہے؟ وہ مارنا ہوتا تو وہیں مار کر سمندر میں پھینک دیتے۔ یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم واقعی بے وقوف ہو۔۔۔ یہ تو سوچو کہ میں عورت ہوں۔"

"عورت ہی سمجھ کر تم سے شادی کی تھی۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اس میں بے وقوفی کی کیا بات ہے؟"

"تم سمجھتے کیوں نہیں؟ اگر ان لوگوں سے مجھے کوئی گزند پہنچا تو؟"

"رو رو کر اپنی جان دے دُوں گا۔"

گلوریا نے اس کے بازو پر گھونسا رسید کر دیا اور عمران سی کر کے رہ گیا۔ پھر بولا۔ "ڈارلنگ مرنے سے پہلے کھانا تو کھا ہی لینا چاہیے ورنہ معدہ اب مجھے کھا جائے گا۔"

سچ وہ بہت بھوکا تھا۔ جب سے ان جزائر میں قدم رکھا تھا۔ بھوک غیر معمولی طور پر کھل گئی تھی۔ رات سکون سے گزری تھی۔ عمران پہلے جاگا اور ایسے سوالات مرتب کرنے لگا جن کے جوابات کی روشنی میں وہ اس جزیرے سے متعلق معلومات حاصل کر سکتا۔ ان میں سب سے زیادہ اہم سوال یہ تھا کہ اگر وہ وہاں کسی جگہ چھپنا چاہیں تو کامیاب ہو سکیں گے یا نہیں۔ گلوریا کے جوابات نے اُسے کسی قدر مطمئن کر دیا تھا۔ نو بجے کے قریب اُن آدمیوں میں سے ایک ان کے فلیٹ میں داخل ہُوا جو پچھلی رات انہیں ساتھ لائے تھے۔

"کیا تم لوگ سیر کے لیے تیار ہو؟" اُس نے پوچھا۔

"بالکل۔ بالکل۔" عمران نے چہک کر جواب دیا۔

گلوریا کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار اُسی وقت پائے جانے لگے تھے جب اُس آدمی نے فلیٹ میں قدم رکھا تھا۔

وہ باہر نکلے۔ عمران نے اپنا ریوالور فلیٹ ہی میں ایک جگہ چھپا دیا تھا۔ خدشہ تھا کہ کسی مرحلے میں تلاشی کی نوبت بھی آ سکتی ہے لیکن بریف کیس اب بھی ہاتھ ہی میں تھا۔

"اس میں کیا ہے؟" اس آدمی نے سوال کیا۔

"ٹیپ ریکارڈر۔ مجھے مختلف قسم کے پرندوں کی آوازیں ریکارڈ کرنے کا شوق ہے۔ شاید تمہارے جزیرے میں کوئی نئی قسم کا پرندہ مل سکے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اور بھی پرندوں کی آوازیں پہلے سے ریکارڈ کر رکھی ہوں گی؟"

"ہاں۔ ہاں۔ بالکل سُنو گے؟"

"ضرور سُنوں گا۔"

"آؤ۔" عمران کہتا ہُوا پھر فلیٹ میں مُڑ گیا۔

اُس نے بریف کیس کھولا اور ٹیپ چلا دیا۔ مختلف قسم کے پرندوں کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔

"ٹھیک ہے۔ بس۔" وہ آدمی ہاتھ اُٹھاتا ہُوا بولا اور عمران نے ٹیپ روک کر بریف کیس میں بند کر دیا۔

دوبارہ وہ باہر نکلے اور لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچ کر ساتھی نے کہا۔ "ہمارا جزیرہ بہت بڑا نہیں ہے اس لیے میں تمہاری تفریح کے لیے گاڑی ساتھ نہیں لایا۔"

"یہ تو بہت اچھا کیا تم نے۔ میں پیدل ہی تفریح کا قائل ہُوں۔"

واقعی بڑا خوبصورت جزیرہ تھا۔ چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ دکھائی دے رہا تھا لیکن اُن کا ساتھی اُنہیں عمارات کی طرف لے جانے کی بجائے ویرانے کی جانب لے چلا تھا۔ گلوریا نے عمران کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے اطمینانی کی جھلکیاں تھیں۔ عمران چپ چاپ چلتا رہا۔ وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک میدان کے گرد اُونچی اُونچی پھولدار جھاڑیاں تھیں۔ یہاں اُنہوں نے ایک بڑا سا مووی کیمرا دیکھا۔ ویسا ہی جیسا فلموں کی شوٹنگ کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ دو آدمی بھی پہلے سے موجود تھے۔ ایک نے عمران کی طرف بڑھ کر اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھما دیا اور عمران کے ساتھی نے کہا۔ "یہ کہانی تم بغور پڑھ لو اسی کے مطابق تمہیں فلم میں رول ادا کرنا پڑے گا۔ ہاں۔ اِدھر آجاؤ اور مسز تم یہیں ٹھہرو۔"

وہ عمران کو گلوریا سے الگ لے گیا۔ دونوں گھاس پر بیٹھ گئے اور عمران نے فائل کھولا۔ یہ ایک بلیو فلم کا اسکرپٹ تھا۔ عمران فائل بند کر کے اپنے ساتھی کو گھورنے لگا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟"

"میں سمجھ گیا۔ بالکل سمجھ گیا۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہُوا بولا۔ "تم ہمیں اس گھٹیا کام پر مجبور کرنا چاہتے ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔ تمہارا کیا بگڑتا ہے؟ تم دونوں میکسیکو کے رہنے والے ہو اور ہم اس فلم کے پرنٹ صرف مشرق وسطیٰ میں فروخت کریں گے۔"

"یعنی تم اس کی تجارت کرو گے؟"

"ہم کچھ بھی کریں تمہیں اس سے بحث نہ ہونی چاہیے۔" ساتھی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اگر تم آمادہ نہ ہوئے تو پھر ہم میں سے کوئی زبردستی تمہاری بیوی کو ہیروئن بنائے گا اور تم بے بسی سے بیٹھے سب کچھ دیکھتے رہو گے۔ اس صورت میں تو یہ فلم بہت زیادہ قیمتی ہوگی۔"

"میں بے بسی سے بیٹھا دیکھتا رہوں گا۔" عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"اور کیا؟"

عمران نے فائل پھینک کر اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا۔ پھر دُوسرے ہی لمحے میں وہ اس کے سر سے گیند ہُوا اور ان دونوں پر اُچھال پھینکا گیا جو کیمرے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ تینوں کیمرے سمیت زمین پر گرے۔ گلوریا بوکھلا کر دُور بھاگ کھڑی ہوئی تھی لیکن جھاڑیوں کے دُوسری طرف نہیں گئی۔ عمران پر جیسے دیوانگی طاری ہوگئی۔ اُس نے پھر اُن دونوں کو زمین سے نہ اُٹھنے دیا۔ بُری طرح اُنہیں روندے ڈال رہا تھا۔ گلوریا جھاڑیوں کے قریب کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ تینوں دلدل میں پھنسے ہوئے جانوروں کی سی بھیانک آوازوں میں چیخ رہے تھے۔ عمران اُنہیں جلد از جلد بے ہوش کر کے کسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں گلوریا سمیت پناہ لے سکتا۔ کامیابی میں دیر نہ لگی کیونکہ ان تینوں کے خواب و خیال میں بھی شاید غیر فلمی وقوعہ نہ رہا ہو۔ انہیں اسی حال میں چھوڑ کر اس نے اپنا بریف کیس اُٹھایا اور دوڑ کر گلوریا کے قریب پہنچا۔

"چلو۔ جلدی سے کسی ایسی جگہ پہنچنا ہے جہاں کچھ دیر چھپے رہ سکیں۔"

"چچ۔۔۔ چلو۔" گلوریا کانپتی ہوئی آواز میں ہکلائی۔

دونوں دوڑتے ہوئے جھاڑیاں پار کر گئے۔ ساحلی چٹانیں دُور نہیں تھیں۔ دونوں ان میں گھسے اور اُونچے نیچے راستے طے کرتے رہے۔ بالآخر گلوریا نے ایک جگہ رُکنے کو کہا۔ دونوں بُری طرح ہانپ رہے تھے۔ گلوریا تو رُکتے ہی گر پڑی ہوتی لیکن عمران نے اُسے فوراً سنبھال لیا۔ جب اُس کی حالت ذرا سنبھلی تو اس نے عمران کو اس طرح گھورنا شروع کیا جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"کیا بات ہے؟ کیا میری ناک ٹیڑھی ہوگئی ہے؟" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اب۔۔۔ تت۔۔۔ تم سے خوف معلوم ہونے لگا ہے۔"

"کیوں؟ کیا مجھے گھاس کھاتے دیکھ لیا ہے؟"

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میں اس قدر درندگی ہوگی۔"

"کیا بات کہی ہے تم نے خواہ مخواہ کی شرمندگی سے بچنے کے لیے درندگی نہ دکھاتا تو اور کیا کرتا؟"

وہ منہ پھیر کر دُوسری طرف دیکھنے لگی اور عمران کھنکار کر بولا۔ "کیا اس جگہ ہم کچھ دیر محفوظ رہ سکیں گے؟"

"اگر ہیلی کاپٹر تلاش میں نکلے تو ہم کہیں بھی نہ بچ سکیں گے۔"

"اگر ہیلی کاپٹر تلاش میں نکلے تو پورا جزیرہ اُلٹ پلٹ کر رکھ دُوں گا۔"

"بس فضول باتیں نہ کرو۔ احمقوں کی طرح یہاں تنہا آ پھنسے ہیں۔"

"پوری فوج لے کر کس طرح داخل ہو سکتے؟ ہم اپنی مرضی سے داخل ہونا چاہتے تو کیا صورت ہوتی؟"

"کیا مطلب؟" وہ چونک کر اُسے گھورنے لگی۔

"فضول بحث میں نہ پڑو۔"

"میں کہتی۔ تم نے اُنہیں موقع دیا تھا کہ وہ ہمیں یہاں پکڑ لائیں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔

"ضرور یہی بات ہے۔ کیوں؟"

عمران نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"تم سے بڑا بے وقوف روئے زمین پر دُوسرا نہ ہوگا۔"

"اب تو بھوک لگ رہی ہے۔ کیا یہاں پتھر چبائیں گے؟"

"آخر تم ہو کیا چیز؟ موت سر پر منڈلا رہی ہے اور تمہیں بھوک لگی ہے۔ چار ہیلی کاپٹر ہیں۔ اگر چاروں نکل پڑے تلاش میں تو بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا۔ وہ اُوپر سے فائرنگ بھی کر سکتے ہیں۔"

"گولی کھائی اور سارے دُکھ ختم۔" عمران دیدے نچا کر بولا۔ "لیکن بھوک میں عرصے تک تڑپ تڑپ کر مرنا پڑتا ہے۔ آئیں ہیلی کاپٹر۔ اور ہمارا صفایا کر دیں لیکن بہت زیادہ بھوک لگنے سے پہلے ہی آجائیں۔ ورنہ پھر کیا فائدہ؟"

"اچھا اب تم خاموش رہو۔ ورنہ میں اپنا سر کسی پتھر سے ٹکرا دوں گی۔"

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ مجھے یاد آیا۔ میرے پاس بھوک اور پیاس رفع کرنے والی ٹیبلٹس بھی موجود ہیں۔ اتنی ہیں کہ تین چار دن بہ آسانی گزارے جا سکیں گے۔"

ایک گھنٹے بعد ہی انہیں ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی تھی۔ عمران نے اپنا بریف کیس اٹھایا۔

"کیا کر رہے ہو؟ کیا اب پرندوں کی آوازیں سنو گے؟" وہ خوفزدہ سی آواز میں بولی۔

"نہیں۔ اس میں سے ٹیپ ریکارڈر نکال دوں گا اور پھر تم دیکھنا۔"

عمران نے سفر شروع کرنے سے پہلے ڈاکٹر مرداور کے بریف کیس میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں اور انہی تبدیلیوں کی بناء پر وہ اسے بڑی آزادی سے ساتھ لیے پھرتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ٹیپ ریکارڈر بریف کیس سے نکال کر ایک طرف رکھ دیا اور ایکٹروگس کے کنٹرول سسٹم پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "اچھا بیٹے۔ انگلم اب تمہارے خلاف اعلان جنگ کر رہا ہوں۔"

"فضول بکواس مت کرو۔ جب اپنی اس حماقت کا کوئی تدارک نہیں کر سکتے تو دماغ بھی نہ چاٹو۔"

ہیلی کاپٹر کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی جیسے وہ عمران کو دکھائی دیا۔ اس نے کنٹرول کی ایک ناب کو حرکت دی۔ ایکٹروگس بریف کیس سے نکل کر فضا میں بلند ہوا۔ اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی اونچائی تک پہنچا۔ ایک زبردست دھماکے کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے۔ اس غیر متوقع دھماکے نے گلوریا کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ بیٹھے بیٹھے ایک طرف لڑھک گئی۔ ایکٹروگس بڑی تیزی سے بریف کیس کی طرف آ رہا تھا۔ بریف کیس بند کر کے عمران نے گلوریا کو اٹھنے میں مدد دی جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور زبان سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن صرف ہونٹ ہل کر رہ جاتے تھے۔

کسی قدر حالت سنبھلی تو عمران نے اس سے کہا۔ "اب ہمیں فوری طور پر اپنی پوزیشن تبدیل کر لینی چاہیے۔"

وہ چپ چاپ اٹھی تھی اور گرتی پڑتی اس کے ساتھ چلنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں چھپ کر وہ جزیرے کے آبادی والے حصے پر بھی نظر رکھ سکتے۔

"بس ایک جھٹکے میں یہ حال ہو گیا تمہارا حالانکہ انگلم کی گردن اڑا دینے کا دعویٰ کر کے ... چلی تھیں میرے ساتھ۔"

"تت ... تم پتا نہیں کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

"تم مجھے بتاؤ کس دل سے اس آدمی کو قتل کرتیں جس سے مخروط کیس لے کر انگلم تک پہنچانا تھا۔"

"[illegible] تم اس وقت اس پر کیسے آمادہ ہو گئی تھیں؟"

"میں جانتا ہوں۔"

"کیا جانتے ہو؟"

"تم سمجھی تھیں کہ ریناڈ میئر کا قصہ پاک ہوا اب انگلم صرف تمہارا ہے۔"

"شاید۔ یہی بات ہو لیکن یہ کیا تھا جس نے ہیلی کاپٹر کو اس طرح تباہ کر دیا۔ اب کیا ہوگا؟"

"تمہیں انگلم کا لاسلکی حربہ یاد ہے!"

"یہ اسی کا جواب ہے۔ ایک مختصر ترین تباہ کن حربہ۔ اتنا تباہ کن کہ پورے جزیرے کو کھنڈر بنا دے گا۔"

"تمہیں کہاں سے ملا؟"

"جہاں سے انگلم کو لاسلکی حربہ ملا تھا۔ سنو۔ میں آٹھ بڑوں کا نمائندہ ہوں اور مجھے انگلم کی سرکوبی کے لیے متعین کیا گیا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ تم تنہا کچھ نہ کر سکو گے۔"

"میں تنہا کب ہوں۔ تم ہو میرے ساتھ۔"

"م ... میں ... اتنی کمزور ... اتنی بزدل۔"

"اب میں تمہیں اصل بات بتاتا ہوں۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ انگلم اپنے کچھ آدمیوں کو جو اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ انہی کے ہاتھوں ایک دوسرے کو ختم کرا دینا چاہتا ہے۔ لہٰذا میں نے انگلم پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ان کی جانیں بچانا ضروری سمجھا۔ آخری آدمی وہ تھا جس نے تم پر چاقو سے حملہ کرنا چاہا تھا۔"

"وہیں مر گئی ہوتی تو بہتر تھا۔"

اتنے میں پھر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ بستی اب انہیں دکھائی دے رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک ہیلی کاپٹر اسی جانب پرواز کر رہا ہے جدھر پہلا ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تھا۔ عمران نے بریف کیس سنبھالا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر وہاں پہنچا۔ دھماکے کے ساتھ اس کے بھی پرخچے اڑ گئے۔

"تم آدمی بھی ہو یا ...؟" آواز میں تھرتھری کی بناء پر گلوریا جملہ پورا نہ کر سکی اور پھر انہوں نے دیکھا کہ جزیرے کی عجیب

غریب عمارتوں سے آدمی ابل پڑے ہیں۔ عمران نے گلوریا سے کہا۔ "انگلم کو علم ہے کہ ہم صرف دو ہیں۔ اب وہ ہمیں دھوکے سے پکڑ کر یا مار ڈالنے کی کوشش کرے گا۔"

گلوریا کچھ نہ بولی۔ اس کی تو گویا گھگھی بندھ گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی رخصت ہو گئی۔ عمران کا خیال درست نکلا۔ کچھ دیر بعد ایک جیپ کار چٹانوں کی طرف آتی دکھائی دی۔ کچھ فاصلے پر رکی اور اس سے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر کہا گیا۔ "ڈاکٹر انگلم [illegible] ہونے کو تیار ہے۔ تم جو کوئی بھی ہو سامنے آ جاؤ۔" عمران خاموش بیٹھا مسکراتا رہا۔ گاڑی سے کچھ دیر تک یہی الفاظ دہرائے جاتے رہے۔ اس کے بعد وہ واپس چلی گئی۔ اب عمران نے ٹیپ ریکارڈر اٹھایا اور اس کے میکنزم میں جلدی جلدی کسی قسم کی تبدیلی کی اور اسے اس مقام کی طرف لے دوڑا جہاں سے پہلے ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا تھا۔ گلوریا اس کی ہدایت کے مطابق وہاں ٹھہری رہی تھی۔

◆

گلوریا کی حالت تباہ تھی۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا لیکن عمران کی واپسی نہ ہوئی۔ وہ اپنے ساتھ ٹیپ ریکارڈر اور بریف کیس لے گیا تھا۔ گلوریا کو جزیرے میں شدید بے چینی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہو۔ دفعتہً اس نے پھر ایک گاڑی چٹانوں کی طرف آتی دیکھی اور اس کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔ کیونکہ یہ ایک اسلحہ بند گاڑی تھی لیکن بادی النظر میں عام کاروں سے مختلف نظر نہیں آتی تھی۔ وہ اس مقام پر رکی جہاں دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے تھے۔ ایک بار لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ان دونوں کو مخاطب کیا گیا۔

"میں ڈاکٹر انگلم، تم دونوں سے مخاطب ہوں۔ سامنے آؤ تاکہ اس سلسلے میں گفتگو ہو سکے۔"

دوسری آواز بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ہی فضا میں گونجی۔ "ڈاکٹر انگلم۔ آٹھ بڑے تمہیں اور ریناڈ میئر کو معمولی قیدیوں کی طرح اپنے حضور دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں اس سلسلے میں کسی قسم کی بھی گفتگو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔"

اچانک دوسری آواز کی سمت اسلحہ بند گاڑی سے ایک فائر ہوا اور چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں اچھل گئی۔

اس کے بعد سناٹا چھا گیا۔ گلوریا ہذیانی انداز میں بڑبڑا رہی تھی۔ "وہ احمق ... وہ نادان ضرور ختم ہو گیا ہوگا۔ اب میرا کیا ہوگا۔ اب میرا کیا ہوگا؟"

اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اب دم گھٹ جائے گا۔ اس نے دیکھا اسلحہ بند گاڑی سے تین آدمی اترے۔ ان میں سے ایک یقینی طور پر انگلم تھا۔ وہ چٹانوں میں داخل ہونے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے۔ پھر وہ کسی قدر بلندی تک پہنچے ہی تھے کہ گاڑی زبردست دھماکے کے ساتھ تباہ ہو گئی۔ یہ دھماکا اتنا ہی زبردست تھا کہ ان میں سے ایک لڑھکتا ہوا نیچے چلا گیا۔ دو اوندھے منہ گرے تھے لیکن جہاں تھے وہیں پڑے رہے۔

[illegible]

"اب تم تینوں میری زد پر ہو۔ تمہارے بھی چیتھڑے اڑ سکتے ہیں۔ میں تنہا پورے جزیرے کو تباہ کر سکتا ہوں۔"

انگلم کے ساتھیوں میں سے جو لڑھکتا ہوا نیچے پہنچا تھا۔ پھر اٹھ کر کھڑا ہوا لیکن اس نے بے بسی سے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے۔

"اٹھو ... اور تم دونوں بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" عمران کی آواز پھر گونجی۔

وہ دونوں بوکھلا کر کھڑے ہو گئے تھے اور پھر ان کے ہاتھ بھی اوپر اٹھ گئے۔

عمران کہتا رہا۔ "اب میں جزیرے کے لوگوں سے مخاطب ہوں اگر تم نے انگلم کا ساتھ دیا تو یہ جزیرہ سچ مچ تباہ کر دیا جائے گا۔ انگلم کی حمایت کا مطلب ہوگا تنظیم سے بغاوت۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ آٹھ بڑوں کے نمائندہ خصوصی کو قتل کرنے جا رہا ہے۔ ایک عورت ... ریناڈ میئر کے لیے اس نے مقدس تنظیم سے بغاوت کی ہے۔ ہیکل سلیمانی کی قسم اس نے داؤد کی بھیڑوں کے درمیان بھیڑیے کا کردار ادا کیا ہے۔ میں تنظیم کے تقدس کے نام پر تم سے کہتا ہوں کہ اسے اور ریناڈ میئر کو میرے حوالے کر دو۔ ابھی اسے گراؤ اور اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔"

اسی دوران کچھ اور لوگ بھی وہاں آ گئے تھے۔ گلوریا نے دیکھا کہ وہ چٹان پر چڑھ رہے ہیں اور پھر وہ سب انگلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔

گلوریا نے قہقہہ لگایا۔ ذرا ہی سی دیر میں اس نے انگلم کو بے بس ہوتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ اور پیر باندھ دیے گئے۔ انگلم کی آواز تو وہ سن رہی تھی لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔

"دوستو! تم نے تنظیم سے وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ اب ریناڈ میئر کو بھی لاؤ۔" عمران کی آواز پھر فضا میں گونجی۔ "اسے یہیں پڑا رہنے دو۔ اس نے آٹھ بڑوں کو چیلنج کیا تھا کہ کوئی اس

کے جزیرے میں قدم بھی نہ رکھ سکے گا۔ بہرحال اب اس کے بعد جسے تم سب متفقہ طور پر پسند کرو گے وہی تمہارا سربراہ مقرر کیا جائے گا۔"

وہ لوگ انگھم کو اسی چٹان پر چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

گلوریا کے دل کی دھڑکن پھر تیز ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ آٹھ بڑوں کے اس نمائندے سے تو انہونی سرزد ہوئی ہے۔ ٹھیک دس منٹ بعد عمران اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور خود اٹھ کر اس کی طرف دوڑ گئی۔

"تت... تم نے تو واقعی کمال کر دیا۔" وہ اس کے قریب پہنچ کر اس کے اوپر گرتی ہوئی بولی۔

"ارے۔ ارے۔" عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"واقعی میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں گود میں اٹھا کر ناچنا شروع کر دوں۔"

"کوشش کرو۔" عمران بڑا سا منہ بنا کر بولا۔

"مگر... تم صرف... پتا نہیں تم کیا ہو! کس پتھر سے تراشے گئے ہو! میں تمہیں آدمی نہیں سمجھتی۔"

"اچھا۔ اب اُدھر ہی چلو۔ وہ لوگ رینا ولیمز کو بھی لا رہے ہوں گے۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"میں انہیں آٹھ بڑوں کے سامنے پیش کروں گا۔"

"مم... میرا کیا ہوگا؟"

"تم ان کے خلاف گواہ کی حیثیت سے پیش کی جاؤ گی، اور ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد تم ہی اس جزیرے کی مالک بنا دی جاؤ۔ میں تمہاری سفارش کروں گا۔"

"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ یقیناً تم کسی شعبے کے سربراہ ہی ہو گے۔ مجھے اپنی ماتحتی میں کام دے دینا۔"

"چلو۔ یہی سہی۔"

وہ اس کے ساتھ اس جگہ پہنچی جہاں سے اس نے سلونیڈ گاڑی کو تباہ کیا تھا۔ کچھ دیر بعد جزیرے کے لوگ رینا ولیمز کو بھی اسی چٹان پر پہنچا گئے جہاں انگھم بندھا پڑا تھا۔

"شاباش۔" عمران نے ٹیپ ریکارڈر کے مائیک میں کہا اور اس کی آواز دُور دُور تک سنی گئی۔ "اس کے بعد مجھے ایک ہیلی کاپٹر بھی چاہیے۔"

وہ لوگ چٹان سے اتر کر پھر بستی کی طرف چلے گئے۔ رینا ولیمز کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

عمران اور گلوریا ان کے قریب جا پہنچے۔ رینا ولیمز انہیں بڑی نفرت سے دیکھ رہی تھی۔ انگھم البتہ اوندھا پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ دفعتاً رینا ولیمز بولی۔ "ڈاکٹر...! تم پورا ذکر کرنا۔ میں دیکھوں گی جن کے سامنے ہمیں پیش کیا جائے گا۔"

"خاموش۔" انگھم آنکھیں کھولے بغیر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تھی۔ میں معافی مانگ لوں گا۔ معاف کر دیا جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے۔"

"اچھا۔ اب نہیں بولوں گی۔"

ہیلی کاپٹر پہنچنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ اس پر وہی تینوں بیٹھ کر آئے تھے جنہوں نے نظم بندی کی تجویز پر عمران کے ہاتھوں مار کھائی تھی۔ وہ بہت بڑی لجاجت سے معافی کے خواستگار ہوئے۔

"ارے کوئی بات نہیں۔" عمران نے ہنس کر کہا۔ "تم تینوں تو انعام کے مستحق ہو۔ تمہاری ہی وجہ سے میں انگھم کو دکھا سکا کہ آٹھ بڑوں کے آگے وہ کتنا حقیر ہے۔"

انگھم اور رینا ولیمز کو ہیلی کاپٹر میں بٹھایا گیا۔ یہ دونوں بھی بیٹھے اور ہیلی کاپٹر دوبارہ شور مچاتا ہوا فضا میں بلند ہو گیا۔ عمران پائلٹ کو ہدایات دیتا ہوا اس ویران جزیرے تک لایا جہاں سے وہ دونوں انگھم کے جزیرے میں پہنچائے گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر نے لینڈ کیا اور وہ وہیں اتر گئے۔

عمران نے پائلٹ سے کہا۔ "اب تم واپس جاؤ۔ سب سے کہہ دینا کہ آٹھ بڑوں کے حکم کے بغیر کوئی جزیرے سے قدم نہ نکالے۔ ضروری احکامات کل شام تک پہنچیں گے۔"

پائلٹ اسے سلام کر کے ہیلی کاپٹر کو اڑا لے گیا۔ پھر گلوریا کو وہی لانچ دکھائی دی جو انہیں پچھلے دن اس جزیرے میں لائی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دیر سے جزیرے کے گرد چکر لگاتی رہی ہو۔ لانچ ساحل سے آ لگی اور وہ دونوں قبرصی ترک دوڑتے ہوئے ان تک پہنچے۔ کچھ دیر بعد لانچ کا سفر شروع ہوا۔ وہ جزیروں کے ساحلوں سے لگی لگی چلتی رہی۔ ان اطراف میں سمندر پرسکون تھا۔ تین گھنٹے بعد لانچ نے انہیں ایک جہاز کے قریب پہنچایا تھا۔

"ارے یہ تو وہی ہے۔" گلوریا بے اختیار بولی۔

"وہی نا جس پر میں چیف انجینئر ہوں۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ لانچ سے وہ اس جہاز پر پہنچے۔ رینا ولیمز اور انگھم کو ایک کیبن میں بند کر دیا گیا۔ اب ان کے ہاتھ پیر کھول دیے گئے تھے۔

عمران نے گلوریا سے کہا۔ "فی الحال ہم دونوں کو آرام کرنا چاہیے، لیکن میں کل انگھم کو تمہاری اصل شکل ضرور دکھاؤں گا۔"

"ضرور۔ ضرور۔" وہ خوش ہو کر بولی۔ "اور میں ان دونوں کے منہ پر تھوکوں گی۔"

"نہیں! تم ایسی کوئی حرکت نہ کرو گی۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وہ سہم کر خاموش ہو رہی۔

دوسرے دن عمران نے گلوریا کا میک اپ اتار دیا اور اسے ساتھ لے کر انگھم والے کیبن میں پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی انگھم بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ۔" عمران ہاتھ اٹھا کر غرایا۔ "نہ صرف اسے بلکہ ان تینوں کو بھی میں نے بچا لیا جنہیں یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہونا تھا۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آٹھ بڑوں سے مجھے معافی نہیں ملے گی۔"

"کن آٹھ بڑوں کی بات کر رہے ہو! انگھم!"

"کیا مطلب؟"

"تم اور رینا ولیمز میرے قیدی ہو اور گلوریا وعدہ معاف گواہ ہے تمہارے خلاف۔"

"یعنی... یعنی...؟"

"تم عمران کے قیدی ہو۔"

"اوہ۔ اوہ... بہت اچھے۔" انگھم نے پُرمسرت قہقہہ لگایا اور گلوریا حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"تم اپنے حواس میں رہنا۔" عمران نے اس سے کہا۔

"سب جائیں جہنم میں۔ مجھے کسی کی پروا نہیں۔" گلوریا نے انگھم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "مجھے تو اس شوہر کی گرفتاری پر خوشی۔ اگر میں بھی عمران کی قیدی ہوں تو مجھے اس پر خوشی بھی ہوگی کیونکہ زندگی کے اس گھناؤنے پن سے تنگ آ گئی ہوں جو ظلم سے منسلک رہنے پر میرا مقدر بن گیا تھا۔"

"بہرحال۔ عمران حتی الامکان تمہاری بہتری چاہے گا۔" عمران نے کہا۔

"عمران کہاں ہے؟" انگھم بولا۔ "مجھے اس سے ملاؤ۔ میں تم سب کو مالا مال کر دوں گا۔"

"اچھا تو ملو۔" عمران نے کہتے ہوئے اپنے چہرے سے پلاسٹک الگ کر دیا۔

رینا ولیمز اور انگھم بُت بنے بیٹھے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کی روحیں جسم سے پرواز کر گئی ہوں۔

"نن... ناممکن...!" انگھم کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"میرا شعبدہ تمہارے لاسلکی حربے سے کتنا بھاری تھا۔ تم نے دیکھا۔ تمہیں سن کر حیرت ہوگی۔ میں نے اسے اسی وقت تباہ کر دیا تھا جب وہ مارکوس پر آزمایا گیا تھا۔"

انگھم دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا عمران کو خالی خالی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ اچانک اس نے عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران اس کی فطرت سے بخوبی واقف تھا۔ اس لیے غافل نہیں تھا۔ اس نے اسے ہاتھوں پر روکا اور دونوں میں زور آزمائی ہونے لگی۔ رینا ولیمز نے دخل اندازی کی کوشش کی ہی تھی کہ گلوریا جھپٹ پڑی۔ "بیٹھی رہ کتیا۔" کہتے ہوئے اس نے اس کے بال مٹھیوں میں جکڑے اور فرش پر دے ٹپکا۔

دوسری طرف عمران انگھم کو گرا کر چڑھ بیٹھا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں اس نے اس کے جبڑے ڈھیلے کر دیے۔

پھر انگھم اور رینا فرش پر بے سدھ پڑے نظر آئے۔

وہ دونوں انہیں چھوڑ کر ہٹ گئے تھے اور عمران کہہ رہا تھا۔ "انگھم! تم مجھے سچ مچ بلیک میل کر کے مالا مال کر دینا چاہتے تھے لیکن تم نہیں جانتے کہ میں کن حالات میں لوگوں کو بلیک میل کرتا ہوں۔ تمہیں میرے ملک کی عدالت میں پیش ہو کر اپنے ان جرائم کے سلسلے میں جواب دہی کرنی ہے، جو تم نے میرے ملک میں کیے تھے اور رینا ولیمز تمہیں اپنا باس وہ فوجی آتاشی تو یاد ہی ہوگا جسے تم نے زہریلی گیس کے ذریعے ختم کیا تھا۔"

دونوں کچھ نہ بولے۔

"میں تمہیں پاتال میں بھی نہ چھوڑتا۔" عمران کہتا رہا۔ "اب دیکھو! لیے جا رہا ہوں۔ تم دونوں پھانسی کے پھندے کے منتظر رہو۔"

اس کے بعد دونوں باہر نکلے تھے اور کیبن باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا۔ گلوریا کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ عمران اسے سہارا دے کر اپنے کیبن میں لایا۔ وہ اس کے سینے سے سر لگائے کسی ننھی سی بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔

"ارر... رر... دیکھو رحم کرو مجھ پر۔ میرے اعصاب جواب دے جاتے ہیں۔ اگر کوئی عورت میرے سامنے رو پڑے۔ میں خود کو بالکل امرود کی جیلی محسوس کرنے لگتا ہوں اور مجھ سے بڑی بڑی حماقتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ یقین کرو۔ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

یہ میرا وعدہ ہے۔ اس کیس کے فیصلے کے بعد جہاں کہو گی تمہیں بھجوا دیا جائے گا۔"

"مم۔۔۔ میں جانتی ہوں، تم وہی کرو گے جو کہہ رہے ہو۔"

"تو پھر چپ ہو جاؤ۔ ورنہ۔۔۔ میرا نروس بریک ڈاؤن۔"

وہ سسکیاں لیتی ہوئی اس کے پاس سے ہٹ گئی۔ بڑی دیر بعد اس کی حالت سنبھل سکی تھی۔

دوپہر کو کھانے کی میز پر اُس نے عمران سے کہا "تم بہت دلیر اور شریف ہو۔ اتنے دن تمہارے ساتھ رہی لیکن تم نے شرافت کی حدود سے تجاوز نہیں کیا۔"

"میں شرافت کی حدود سے تجاوز کرنے کے قابل ہی نہیں ہوں۔"

"دلیر، شریف اور مسخرے ہو۔" وہ جل کر بولی۔

"صرف مسخرہ۔۔۔ دوسری خصوصیات میرے والد صاحب میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں تمہارے ہی ملک میں رہ سکوں۔ مجھے تمہارے ملک کی عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں اُن میں گھل مل جاؤں گی۔"

"ہرگز نہیں۔ گالیوں اور کوسنوں کے علاوہ اُن سے کچھ نہ سیکھ سکو گی۔ مجھے تو جاپانی عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔"

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ اپنے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ تمہیں اور کچھ اچھا نہیں لگتا۔"

"اگر تم میرے والد صاحب کے ذہن میں یہ بات اُتار سکو تو میں تم کو ملکہ وکٹوریہ بنا دوں گا۔"

"کیا وہ تمہیں پسند نہیں کرتے؟"

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"وہ کیا کرتے ہیں؟"

"گوشت کی دکان کرتے ہیں۔ تم کھانا کھاؤ۔ تمہیں میرے والد صاحب سے کیا سروکار؟ وہ میرا نجی مسئلہ ہے۔"

"تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔" گلوریا طویل سانس لے کر بولی۔

"خود میری سمجھ میں نہیں آتی۔" عمران نے کہا اور جگ سے گلاس میں پانی اُنڈیلنے لگا۔

گلوریا خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔

عمران نے پانی پی کر نیپکن سے ہونٹ خشک کیے اور بولا۔ "ایش ٹرے ہاؤز کو قریب سے نہ دیکھ سکا۔ اس کا افسوس ہے۔ انگھم کے ہاتھ آ جانے کے بعد میں نے وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔"

"اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم عمران ہو تو میں تم سے کہتی کہ پورے جزیرے کو تباہ کر دو یا کم از کم ان کارخانوں ہی کو دوبارہ کام کرنے کے قابل نہ رہنے دو جہاں منشیات اور فحش رسائل کی تیاری ہوتی ہے۔"

"یہ قرض بھی کسی دن اُتار دوں گا۔ یقین کرو۔ وہاں مشرقِ وسطیٰ کا زرِ مبادلہ زیادہ دِنوں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ میں اُسے برداشت نہیں کر سکتا۔ فی الحال مجھے النگھم کو اپنے ملک تک پہنچانا ہے۔ میرا پہلا فرض۔۔۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ آخر النگھم لاسلکی حربہ حاصل کیے بغیر کیوں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا تھا؟"

"میرا خیال ہے کہ اُسے آخری آدمی کے پکڑے جانے کی اطلاع مل گئی تھی۔ اس کے بعد ہی اُس نے ہمارا ساحل چھوڑا ہو گا۔"

وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ دفعتاً گلوریا چونک کر بولی "کیا وہاں مجھے جیل میں رہنا پڑے گا؟"

"میں کہہ چکا ہوں کہ تمہیں وعدہ معاف گواہ بناؤں گا اور تم میری مہمان رہو گی۔"

وہ ہنس پڑی۔

عمران نے اُسے حیرت سے دیکھا۔

"مہمان بنا کر بھی دشمن کی نظر سے دیکھتے رہو گے؟" وہ اُسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتی ہوئی بڑے پیار سے بولی۔

"ارے۔۔۔ باپ رے۔" عمران اردو میں بڑبڑایا اور اس طرح پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے معمول سے زیادہ کھا گیا ہو۔

جہاز اُونچی نیچی لہروں کا سینہ چیرتا منزل کی جانب رواں دواں تھا۔